قانون مفرد اعضاء کے تحت نبض کی علمی و فنی اور بالاعضا تشریح پر مبنی پہلی کتاب

بالمفرد اعضاء

اس کتاب میں طب قدیم کے علم النبض کے وسیع و عریض سمندر کو قانون مفرد اعضاء کے تحت کوزے میں بند کر کے صرف تین نبضوں اعصابی، غدی اور عضلاتی میں تقسیم کر کے پیش کیا گیا ہے۔ جس کے صرف ایک بار کے مطالعہ سے طالب علم علم النبض پر مہارت حاصل کر کے بلند مقام پیدا کر سکتا ہے۔

مصنف و مرتب

زبدۃ الحکماء الحاج حکیم محمد یٰسین دنیا پوری

شاگرد رشید حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانیؒ

ناظم اشاعت

حکیم محمد عارف

حکیم محمد طارق و محمد بلال عارف

یٰسین دواخانہ و علمی کتب خانہ دنیا پور، لاہور

0608-304873 ، 0301-7501019

0301-6900873 ، 0306-5381700

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مقدمہ

نبی کریم ﷺ نے ماہیت و حقیقت امرض کے متعلق جو طبی تعلیم ہمیں دی ہے اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

ان فی الجسد مضغة۔اذا صلحت۔صلح الجسد کله۔واذا فسدت۔فسد الجسد کله ۔ الا و ھی القلب۔

"بے شک انسانی جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے وہ اگر صحت مند ہو تو سارا بدن درست ہے یعنی صحت مند ہے اور اگر اس میں کوئی بیماری یا فساد ہو جائے تو سارا بدن (جسم) بیمار ہو جاتا ہے وہ دل ہی ہے"۔

نبی اکرم ﷺ وہادی برحق نے مختصر اور جامع الفاظ میں مرض کی ماہیت اور حقیقت اس انداز میں بالا اعضاء بیان کی ہے کہ اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی سائنس نہیں کر سکتی ۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب دل ٹھیک ہوگا یعنی دل صحت مند ہوگا تو سارے جسم میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی لیکن اگر جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہوتی تو اس کا پہلا اثر دل پر ہی ہوگا۔

دوسرے معنوں میں یوں سمجھ لیں کہ دل اور جسم کے تمام اعضاء لازم وملزوم ہیں اگر ان سے دل بیمار ہو جائے تو تمام جسم کے اعضاء بیمار پڑ جائیں گے اور اگر جسم کے کسی عضو میں بھی تکلیف ہو جائے تو دل بیمار ہو جائے گا جس کا اثر جسم کے تمام اعضاء میں محسوس کیا جائے گا۔

اسی حقیقت کی تشریح قرآن حکیم نے یوں کی ہے۔

ان جعلنا علیٰ قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہٗ

"تحقیق ہم نے دلوں پر پردہ بنایا تاکہ سمجھ سکیں۔"

یہاں بھی دل کو تمام جسم کے ساتھ پردوں کے ذریعے مربوط کر کے دکھایا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ دل کا تعلق تمام جسم کے اعضاء کے ساتھ ان کے پردوں کے ذریعہ قائم ہے تاکہ دل ایک دوسرے کے دکھ درد سمجھتے اور محسوس کرتے رہیں۔

چونکہ شریانیں قلب سے اگتی ہیں قلب کی طرح سکڑتی پھیلتی ہیں جو حالت قلب کی ہوتی ہے وہی حالت شریانوں کی بھی ہوتی ہے یعنی شریانوں کے ذریعہ سے قلب کی حالت کا پتہ چلتا ہے کہ اب قلب کی ذات میں کوئی تکلیف ہے یا جسم کے کسی عضو میں تحریک تحلیل تسکین کی کوئی صورت موجود ہے۔

یادداشت یہاں یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ ہمارا جسم فعلی مفرد اعضاء سے بنا ہوا ہے جنہیں عضلات، غدد، اعصاب کہتے ہیں۔ ان میں عضلات کا تعلق تو دل کے ساتھ قائم ہے البتہ غدد کا تعلق جگر کے ساتھ اور اعصاب کا تعلق دماغ کے ساتھ قائم ہے۔ خالق کائنات نے اس کی بناوٹ اس ترکیب سے بنائی ہے کہ ان کے اوپر ایک دوسرے کے پردے چڑھے ہوتے ہیں۔

مثلاً دل پر دماغ اور جگر کے دو پردے چڑھے ہوتے ہیں تو جگر پر دماغ اور دل کے دو پردے چڑھے ہوتے ہیں اور دماغ پر بھی دل اور جگر کے پردے چڑھے ہوتے ہیں یہی وہ اکنہ ہیں جن کے ذریعہ قلب دوسرے اعضاء کے اثرات کو محسوس کرتا اور سمجھتا ہے۔

چونکہ ان میں دل ایک حرکتی عضو ہے جب وہ خود یا دوسرے اعضاء کے اثرات سے متاثر ہوتا ہے تو اس کی اپنی چال بدل بھی جاتی ہے جس کے اثرات ونشانات ہم نبض میں محسوس کرتے اور دیکھتے ہیں۔ مثلاً جب دل کی ذات میں تیزی آجاتی ہے تو وہ پہلے سے رفتار اور قوت میں تیز ہو جاتا ہے لیکن اگر جگر کی تیزی اور اس کی حرارت کا اثر دل پر ہو جائے تو یہ نہ صرف گھبرا جاتا ہے بلکہ پہلے سے سست اور کمزور ہو جاتا ہے جس کا واضح اثر ہم نبض میں محسوس کرتے ہیں یعنی نبض پہلے سے سست اور پست ہو جاتی ہے۔

بالکل اسی طرح جب دماغ و اعصاب کی تیزی کا اثر دل پر پڑتا ہے چونکہ اس وقت رطوبات کی کثرت ہوتی ہے جن کا اثر دل پر بھی پڑتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل ڈوبنے لگتا ہے اور رفتار میں سست ہو جاتا ہے جس سے جسم ٹھنڈا رہنے لگتا ہے ان حالات کے اثرات دل اور نبض پر پورے محسوس ہوتے ہیں یعنی نبض پست سست اور منخفض ہو جاتی ہے۔

اسرار النبض کے اہم نقاط

(۱) کتاب ہذا میں انہی حقائق کی تشریح و توضیح مختلف انداز میں پیش کی گئی ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ قاری کتاب پڑھتے ہی خود بخود نبض کی نہ صرف ماہیت، حقیقت اور ضرورت سمجھ جائے بلکہ اس کے اسرار و رموز سمجھ کر خلق خدا کو مستفید کر سکے۔

(۲) اسرار النبض میں نبض کی حقیقت ماہیت ضرورت بتانے کے بعد قانون مفرد اعضاء کے تحت نبض کی تین مفرد اور چھ مرکب نبضوں کی تشریح وتوضیح بیان کی گئی ہے ساتھ ہی ہر نبض دیکھنے کا طریقہ بے حد آسان اور عام فہم لہجہ میں بیان کیا گیا ہے۔

شرائط نبض

(۳) چونکہ نبض دیکھنے کے دوران قانون مفرد اعضا نے چھ شرائط و پابندیاں تحقیق کی ہیں اس لئے ان چھ شرائط کے تحت نبض دیکھنے پرکھنے کے طریقے نقشوں کی شکل میں تحریر کئے گئے ہیں۔ قانون مفرد اعضاء کا دعویٰ ہے کہ جو معالج ان چھ شرائط کے تحت نبض دیکھے گا وہ کبھی خطا نہیں کھائے گا۔

(۴) کتاب ہذا کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں نبض کو بالاعضاء پیش کیا گیا ہے ساتھ ہی حتقدمین اطباء کی پچاس کے قریب نبضوں کی چھ مرکب نبضوں میں ضم کر کے ان کی تشریح وتوضیح کردی گئی ہے جس سے حاملین طب یونانی بھی پورے طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔

(۵) چونکہ جسم پر کیفیات کے اثرات مسلمہ ہیں اس لئے کتاب ہذا میں کیفیات کے نبض پر اثرات پوری وضاحت سے لکھ دیئے ہیں۔

(۶) انسان روزانہ کسی نہ کسی مزاج کی غذا کھاتا ہے اگر وہ مسلسل جاری رکھے تو وہی غذا اس کیلئے وبال جان بن جاتی ہے جس سے کوئی نہ کوئی مفرد عضو تیز اور کوئی سست ہو کر بیمار ہو جاتا ہے لہٰذا اغذیہ کے جس قسم کے اثرات نبض پر پڑتے ہیں ان کی تشریح بھی کردی گئی ہے۔

(۷) اغذیہ سے اخلاط بنتے ہیں جب بھی کوئی خلط جسم وخون میں بڑھ جاتی

ہے تو وہ اپنے مزاج کے اعضاء کو تیز اور دوسرے اعضاء کو سست کر دیتی ہے لہٰذا جو اثرات نبض میں محسوس ہوتے ہیں انہیں بڑی وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔

(۸) یہ حقیقت ہے کہ ہر چرند، پرند، حیوان اور انسان زندہ رہنے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کیلئے کچھ نہ کچھ ضرور کھاتا ہے۔

خالق کائنات نے سب کے جسموں خصوصاً انسان کے جسم پر ایسی مشینیں لگا دی ہیں کہ وہ باہر سے آئی ہوئی نعمتوں (غذاؤں) کو وصول کر کے ان کو گلا پکا اور نچوڑ کر دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہیں جن کا اول حصہ لطیف اور دوم حصہ کثیف کہلاتا ہے۔

یادداشت یہاں اس نقطہ کو سمجھ لیں کہ کھائی ہوئی نعمتیں اگر کچھ دیر معدہ میں نہ رکیں تو ان میں گلنے پکنے اور جوس نکلنے کا عمل ناممکن ہے غذا کے معدہ میں رکنے کے عمل کو احتباس کہتے ہیں اور اس کا جوس نکلنے یا نچوڑنے کے عمل کو استفراغ کہتے ہیں۔

یہ اعمال صرف معدہ وامعاء میں ہی نہیں ہوتے بلکہ جلد، گردے مثانہ اور خون وغیرہ میں بھی ہوتے ہیں مثلاً کبھی جلد کے مسام بند ہو جاتے ہیں تو یہ جلد کا احتباس ہے اور کبھی جلد سے پسینہ اتنی کثرت سے آتا ہے کہ موت قریب آجاتی ہے اس حالت کو جلد کا استفراغی عمل کہتے ہیں۔

بالکل اسی طرح کبھی گردے احتباس کی وجہ سے پیشاب پیدا ہی نہیں کرتے کبھی اتنا بناتے ہیں کہ ہر گھنٹہ بعض دفعہ نصف گھنٹہ بعد بھی پیشاب خارج ہونے لگتا ہے۔ پیشاب زیادہ بنانے اور خارج کرنے کے عمل کو گردوں کا استفراغی عمل کہتے ہیں۔ اسرار النبض میں احتباس واستفراغ پر مدلل بحث کی ہے اور بتایا گیا ہے کہ جس

قسم کا استفراغ ہوگا یا جس مزاج کے مفرد اعضاء احتباس واستفراغ کریں گے ان کے مزاج کے مطابق نبض تبدیل ہو چکی ہوگی۔

(۹) انسان تمام دن کام کاج کرتا ہے جس سے تھک جاتا ہے جس کا علاج وہ حمام سے کرتا ہے اسی طرح اسے کوئی تکلیف ہو جاتی ہے تو اسے رفع کرنے کیلئے گرم سرد یا مرطوب حمام استعمال کرتا ہے۔

متقدمین نے ۳۱ کے قریب حمام کی اقسام بتائی ہیں کتاب ہذا میں قانون مفرد اعضاء کے تحت بالاعضاء حمام کی تین اقسام مقرر کی ہیں باقی سب اقسام کو ان میں ضم کر دیا گیا ہے انہیں عضلاتی حمام وغدی حمام اور اعصابی حمام کا نام دیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ جو شخص عضلاتی حمام مسلسل استعمال کرے گا تو اس کی نبض بھی آہستہ آہستہ عضلاتی ہو جائے گی۔ اسی طرح جو شخص مرطوب حمام (اعصابی حمام) مسلسل استعمال کرے گا تو اسکی نبض بھی مخصوص اعصابی ہو جائے گی۔ آخر میں حمل کے دوران نبض کے تغیرات پر مدلل بحث پیش کی گئی ہے۔

گذارش نبض کا علم انتہائی گہرا اور دقیق ہے میں نے اسے حتی المقدور مکمل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن انسان مرکب خطا ونسیان ہے قارئین سے التماس ہے کہ جہاں کہیں بندے سے لغزش ہوئی ہو اسے درست کر کے ناچیز کو آگاہ کریں۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں گا۔

خادم فن حکیم محمد یٰسین دنیا پوری۔ 23.12.1991

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

تحقیقات اسرارالنبض

نبض کا اول پہلو

حکیم صاحب میں دکھوں کا گھر ہوں میری مرض کا آج تک کسی طبیب اور ڈاکٹر صاحب کو پتہ نہیں چل سکا میں اپنی زندگی سے تنگ آ چکا ہوں۔

میں پاکستان بھر کے حکیموں، ڈاکٹروں، پیروں، فقیروں، اور جھاڑ پھونک کرنے والوں اور تعویز گنڈے دینے والوں کے پاس ہزاروں بار جا چکا ہوں سب نے مجھے خوب لوٹا ہے لیکن میری مرض کی کوئی تشخیص نہ کر سکا اور بیس سال سے دھکے کھا رہا ہوں۔

عالیجاہ مجھے فلاں شخص نے آپ کے پاس بھیجا ہے اس نے آپ کی بے حد تعریف کی ہے اس نے بتایا کہ آپ نبض دیکھ کر تشخیص کرتے ہیں اور پھر علاج تجویز کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ دست شفا دے رکھی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں لاکھوں مریض شفایاب ہو چکے ہیں۔

آپ میری بھی نبض دیکھیں اور اللہ کا نام لے کر علاج تجویز کریں مجھے یقین ہے کہ آپ میری نبض کی صحیح تشخیص کر لیں گے اور مجھے بھی آپ کے دست مبارک سے شفا ہو جائے گی۔

قارئین یہ ایک مریض کے دل سے اٹھنے والی بات میں نے لکھی ہے جبکہ

روزانہ ہزاروں لاکھوں مریض اسی قسم کی داستانیں طبیبوں، حکیموں، ڈاکٹروں کے پاس جا کر سناتے ہیں اور اپنا رونا روتے ہیں اور تشخیص کے لئے نبض کی اہمیت اور ضرورت رو رو کر اور چیخ چیخ کر بتلاتے ہیں۔

لیکن: حکیم صاحبان اور طبیب حضرات کا یہ حال ہے کہ وہ باوجود نبض پر ہاتھ رکھ کر تشخیص کرنے کی کوشش تو ضرور کرتے ہیں لیکن 90 فیصد نبض کی حقیقت ماہیت اور ضرورت کو سرے سے جانتے ہی نہیں۔

ایسے حضرات نبض دیکھ کر کہتے ہیں کہ ہاں بھئی بتاؤ تجھے کیا تکلیف ہے اکثر مریض حکیم صاحب کو اپنی حقیقت حال بیان کر دیتے ہیں لیکن جو علاج کرا کر تنگ آچکے ہیں وہ جواب میں کہتے ہیں کہ حکیم صاحب آپ نے میری نبض دیکھی ہے آپ مجھ سے پوچھتے کیوں ہیں اگر آپ کو میری نبض دیکھنی نہیں آتی تو پھر آپ نے میری نبض کیوں دیکھی ہے آپ نے مجھ سے نبض پر ہاتھ رکھنے سے قبل کیوں نہیں پوچھا۔

قارئین یہ مبالغہ آمیز باتیں نہیں ہیں یہ حقائق ہیں اس قسم کے تکرار حکیموں طبیبوں خصوصاً ڈاکٹروں سے روزانہ ہوتے رہتے ہیں۔

بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ معالج حضرات مریضوں سے اس قسم کی باتیں سن سن کر تنگ ضرور آجاتے ہیں لیکن نبض کی حقیقت اور ماہیت سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔

دوسرا پہلو جب سے ایلوپیتھی یعنی ڈاکٹری طریقہ علاج وجود میں آیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک ڈاکٹر صاحبان اور پڑھے لکھے کہہ رہے ہیں کہ نبض سے

صرف دل کی حرکات کا پتہ چلتا ہے اس کے علاوہ کسی مرض کا پتہ لگانا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

ایسے حضرات نے تلاش حقیقت کی بجائے ایک بہت بڑی سچائی و صداقت کو جھٹلا کر عقل مندی و دانشمندی کا ثبوت نہیں دیا افسوس اگر وہ فن نبض شناسی سے آگاہ ہوتے تو ایسی باتیں نہ کہتے۔

ایک مجبوری اور حقیقت کا اظہار

بے شک ڈاکٹر حضرات نبض سے تشخیص مرض تسلیم نہیں کرتے لیکن جب بھی کوئی مریض ان کے پاس جاتا ہے تو وہ سچی نہ سہی جھوٹی ہی سہی نبض ضرور دیکھتا ہے یعنی وہ نبض دیکھنے کی شرط ضرور پوری کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں نبض نہ دیکھوں لیکن مریض ضرور نبض دیکھنے پر مجبور کریگا۔

یہ سب کچھ کیا ہے یہ ایک طرف مریض مجبور ہے دوسرے طرف ڈاکٹر مجبور ہے دراصل یہاں بھی باوجود نبض سے تشخیص نہ ہو سکنے کے خیال سے نبض کی اہمیت ضرورت اور اس سے تشخیص مرض ہونے کا لطیف اشارہ ضرور ملتا ہے ورنہ اگر یہ حقیقت نہ ہوتی تو نہ ڈاکٹر نبض پر ہاتھ رکھتا اور نہ ہی مریض نبض دکھانے کی زحمت گوارا کرتا۔

یاد رکھیں جن اصحاب فن کو نبض شناسی کی مہارت ہے وہ نبض دیکھ کر مریض کے دکھوں کی تفصیلات اس طرح کھول کھول کر بیان کر دیتے ہیں جیسے انہیں خود تکلیف ہے۔

ایک سوال

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یا تو جو نبض کی تعلیم دی جاتی ہے وہ غلط ہے

یا سرے سے نبض کی ماہیت حقیقت اہمیت اور ضرورت اس انداز سے پیش نہیں کی جاتی جسے آسانی سے پڑھ کر سمجھ لیا جائے اور اس پر عملی تجربات کیے جائیں۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ نبض کی تعلیم غلط نہیں دی جاتی بلکہ سمجھنے والے دل کی گہرائی سے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے وہ تو چاہتے ہیں کہ ایسے ہی نباض بن جائیں۔

طبی کتب میں متقدمین اطباء اور متاخرین اطباء نے نبض کی ماہیت اہمیت اور ضرورت کھول کھول کر بیان کی ہے۔

لیکن اس کو بیان کرنے میں جو کمی ہے وہ نبض کی بالاعضاء تشریح نہیں کی گئی اگر وہ نبض کی بالاعضاء تشریح کر دے تو فن شناسی پر نہ ڈاکٹر اعتراض کرتے اور نہ پڑے لکھے فرنگی ذہن کے لوگ نبض کے فوائد سے محروم ہوتے۔

اسرارالنبض

مندرجہ بالا حقائق نے مجھے مجبور کیا ہے کہ حکماء اور طبیب حضرات کیلئے عموی اور حاملین قانون مفرد اعضاء کی سہولت کیلئے خصوصی ایک کتاب اسرارالنبض لکھوں جس میں نبض کی ماہیت، حقیقت، اہمیت اور ضرورت پر مختصر اور جامع تشریح بالاعضاء پیش کروں، جسے پڑھ کر جہاں عالم فاضل لوگ نباض بن جائیں وہاں عام لوگ بھی پڑھ کر تشخیص مرض کر کے خود علاج تجویز کر سکیں بلکہ خلق خدا کو بھی مستفید کرتے رہیں۔

تعریف نبض چونکہ یہ کتاب استاد حکیم انقلاب دوست محمد صابر ملتانیؒ کے تحقیق

کردہ قانون مفرد اعضاء کے تحت لکھ رہا ہوں لہٰذا یہاں نبض کی تعریف خود کرنے کی بجائے استاد صاحب کی تعریف نبض پیش خدمت کرتا ہوں۔

تعریف نبض: آپ فرماتے ہیں " نبض شرائین کی اس حرکت کا نام ہے جو دل کے انقباض (سکڑنا) اور انبساط (پھیلنا) کے ساتھ ان میں خون پھینکنے سے پیدا ہوتی ہے"۔ یہ حرکت جسم کی تمام شرائین میں پیدا ہوتی ہے مگر یہاں پر مخصوص وہ شرائین ہیں جو بعض مقامات پر نمایاں ہیں جن کو انگلیوں سے محسوس کیا جاسکتا ہے جیسے کلائی کی شریان کنپٹی کی شریان اور ٹخنے کی شریان وغیرہ۔

عام طور پر نبض دیکھنے کیلئے کلائی کی شریان کی تڑپ دیکھی جاتی ہے جس سے مخصوص مفرد اعضاء کی تیزی کا پتہ چلتا ہے۔

ماہر نبض شناس کا کام

جو لوگ فن نبض شناسی سے آگاہ اور اس پر پوری طرح دسترس رکھتے ہیں ان کے لئے نبض دیکھ کر امراض و علامات کا بیان کر دینا ان کی تفصیلات کا اظہار کر دینا کوئی مشکل کام نہیں۔

کتاب اسرارالنبض کی اہم ضرورت

یہ کتاب جسے میں نبض کی حقیقت ماہیت اہمیت اور ضرورت پر لکھ رہا ہوں حکماء طبیب حضرات اور معالجین کیلئے ایک استاد اور رہنما کا کام دے گی جو لوگ فن نبض شناسی پر دسترس حاصل کریں گے وہ بہت بڑی عزت اور وقار کے مالک بن جائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز

لہٰذا تمام حکماء خصوصاً حاملین قانون مفرد اعضاء کا اولین فرض ہے کہ وہ پوری کوشش سے اس کتاب کے ذریعہ تشخیص امراض بذریعہ نبض کریں انشاء اللہ وہ کبھی ناکام نہیں رہیں گے۔

نبض کی تعریف سے ایک اہم سوال

نبض کی تعریف سے ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ عضو جو نبض میں انقباض وانبساط پیدا کرتا ہے اسکی ماہیت حقیقت اور اہمیت کی وضاحت کیجائے تا کہ نبض کا اصل مفہوم اور اسکی حقیقت اوجاگر ہو سکے یا سمجھی جا سکے۔

چونکہ نبض میں تڑپ دل کے پھیلنے اور سکڑنے سے پیدا ہوتی ہے لہٰذا نبض کی تشریح وتوضیح پیش کرنے سے قبل (دل) کی بناوٹ اہمیت ضرورت اور کام کرنے کی نوعیت بیان کر رہا ہوں تا کہ نبض کی تشریح وتوضیح کرنے میں سہولت اور سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

دل کی ماہیت وبناوٹ

دل دوران خون کا مرکز ہے یہ ایک مخروطی شکل کا جوفدار عضلاتی عضو ہے یہ اپنے غلاف میں ملفوف سینے میں دونوں پھیپھڑوں کے درمیان ہوتا ہے۔

جوانی میں دل ۵ انچ لمبا اڑھائی انچ موٹا ہوتا ہے مردوں میں اس کا وزن ڈیڑھ پاؤ سے سوا پاؤ تک لیکن عورتوں میں ایک پاؤ سے سوا پاؤ تک ہوتا ہے۔

دل جسامت میں بڑھاپے تک بڑھتا رہتا ہے اس کے اندر کی جانب ایک جھلی لگی ہوتی ہے جو شرائین کی اندرونی جھلی کے ساتھ ہوتی ہے اسکو عربی میں

غشا مستبطن القلب اور انگریزی میں انڈو کارڈیم کہتے ہیں۔

دل کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک دایاں دوسرا بایاں، یہ دونوں حصے ایک درمیانی دیوار کے ساتھ علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں ہر حصے میں دو خانے ہوتے ہیں اوپر والے چھوٹے خانے کو دل کا کان (اُذن القلب) اور انگریزی میں آریکل کہتے ہیں۔

نچلے اور موٹے خانے کو عربی میں بطن القلب اور انگریزی میں وینٹریکل کہتے ہیں دائیں طرف کے دونوں بڑے چھوٹے خانے ایک سوراخ کے ذریعے ملے رہتے ہیں ان کے درمیان سیاہ خون ہوتا ہے۔ بائیں طرف کے دونوں خانے بھی ایک سوراخ کے ذریعہ ملے رہتے ہیں ان کے درمیان سرخ خون ہوتا ہے۔

ان خانوں کے درمیان کواڑیاں لگی ہوتی ہیں جو ایک طرف کھلتی ہیں مگر خون کو واپس نہیں آنے دیتیں اگر خون میں دباؤ ہو تو وہ بند ہو جاتی ہیں۔

دل کا فعل

دل کا فعل یہ ہے کہ وہ اپنی انقباضی حرکت سے خون کو شریان میں دھکیلتا ہے جس سے وہ بدن کے ہر حصے میں دورہ کرتا ہے۔

دل خون کو کس طرح دھکیلتا ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ اس کی غصل دیواریں پے در پے سکڑتی اور پھیلتی رہتی ہیں جس سے دل متواتر سکڑتا اور پھیلتا رہتا ہے۔

چنانچہ دل کے دونوں اذن ایک ہی وقت میں پھیلتے ہیں اور دونوں بطن ایک ہی وقت میں سکڑتے ہیں۔

جب دونوں اذن پھیلتے ہیں تو دائیں اذن میں اجوف ساعد اور نازل وریدوں کے ذریعہ جسم کا کثیف سیاہی مائل خون آتا ہے اور بائیں اذن میں پھیپھڑوں کی وریدوں کے ذریعہ صاف شدہ خون آتا ہے پھر دائیں اذن کا کثیف خون درمیانی سوراخوں کے راستے دائیں بطن میں اور بائیں اذن کا لطیف خون بائیں بطن میں چلا جاتا ہے جب دونوں بطن سکڑتے ہیں تو دائیں بطن کا کثیف خون بذریعہ شریان ریوی پھیپھڑوں میں صفائی کیلئے جاتا ہے اور بائیں بطن کا خون بذریعہ شریان اعظم (اے آرٹا) تمام بدن میں پرورش کیلئے چلا جاتا ہے۔

دل کے سکڑنے اور پھیلنے کی یہ حرکت ایک لحہ سے بھی تھوڑے عرصہ میں ہو جاتی ہے دل کے ہر ایک سکڑنے کی حرکت میں قریباً ڈیڑھ چھٹانک خون شریان اور ورید شریانی میں چلا جاتا ہے۔

اقوال متقدمین

مضمون کی وضاحت کیلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں متقدمین اطباء کے اقوال بھی مختصر طور پر درج کر دیئے جائیں جن سے نبض کی حقیقت سمجھنے میں آسانی رہے۔

حرکت نبض کا محرک کون ہے؟

اس امر کی وضاحت کیلئے علامہ حکیم کبیر الدین صاحب اپنی کتاب النبض میں علامہ علاؤالدین قرشی کا قول نقل کرتے ہیں اور اسے درست قرار دیتے ہیں "یوں رقمطراز ہیں"۔

اس میں اگرچہ متقدمین اطباء کی مختلف آراء ہیں مگر صحیح مذہب علامہ علاؤالدین قرشی کا ہے۔

قرشی کا قول ہے۔ "کہ قلب کے پھیلنے کے وقت شریانیں سکڑتی ہیں اور قلب کے سکڑنے کے وقت شریانیں پھیلتی ہیں۔"

اس قول کی توضیح یہ ہے کہ جب قلب سکڑتا ہے تو روح اپنے خون شریانی کے ساتھ شریانوں کی طرف قہراً جبراً دفع ہوتی ہے اور دھکیلی جاتی ہے جس سے شریانیں پھیلنے پر مجبور ہوتی ہیں اور یہ خون اس ترتیب کے ساتھ آگے بڑھتا ہے کہ پہلے بڑی شریانوں سے چھوٹی شریانوں میں اور چھوٹی شریانوں سے عروق شعریہ میں روانہ ہوتا ہے جس سے شریانیں پھر اپنے اصلی حجم پر آ جاتی ہیں۔

خون اور روح کی اس روانگی میں قلب کے انقباض اور اس کے زور کے علاوہ یہ امر بھی اعانت کرتا ہے کہ شریان کی لچکدار نالیاں جس سے خون دب کر آگے روانہ ہونے پر مجبور ہوتا ہے۔

پھر جب قلب پھیلتا ہے تو خون کی دوسری طرف متصلہ شریانوں اور رگوں سے خون اور روح دوڑ کر قلب کی طرف آتا ہے اور اس کے خلا کو بھر دیتا ہے۔ یہ عمل پچکاری (مرزقہ) سے نہایت مشابہت رکھتا ہے۔

الغرض قلب کے پھیلنے کے وقت شریانیں سکڑتی ہیں اور اس کے سکڑنے کے وقت شریانیں پھیلتی ہیں۔

"اس سے ثابت ہوا کہ نبض کی حرکت قلب کی حرکت کے تابع ہے"

نبض پر اعصاب و دماغ اور جگر کے اثرات

علامہ علاؤالدین قرشی صاحب فرماتے ہیں کہ " قلب کی حرکت اور اسکا انقباض وانبساط تو قلب کی ذاتی قوت سے وابستہ ہے جسکو اطباء قوت حیوانیہ سے یاد کرتے ہیں اگرچہ اسکی یہ قوت محرکہ دیگر امور سے بھی متاثر ہوا کرتی ہے۔"

مثلاً جب آنکھوں کے سامنے کوئی ڈراؤنی صورت آجاتی ہے تو دماغ و اعصاب کے توسط سے قلب متاثر ہوتا اور اس سے قلب کی حرکت میں ایک خاص تغیر آجاتا ہے یہی حالت دیگر انفعالات نفسانیہ کا ہے۔

اسی طرح آلات ہاضمہ (جگر وغدد) کے امراض واغراض سے اور دوسرے اعضاء کے درددکھ سے بھی قلب کم وبیش متاثر ہوا کرتا ہے۔

چونکہ نبض کی حرکت قلب کے تابع ہوتی ہے اس لئے ان تمام صورتوں میں قلب کے اثرات کے تناسب سے نبض کی چال بھی طبعی رفتار سے بدل جایا کرتی ہے۔

نتیجہ قول قرشی

علامہ علاؤالدین قرشی صاحب کا قول سادہ اور عام فہم ہے اس لئے اس کی تشریح کی خاص ضرورت نہیں ہے البتہ اتنا بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ علامہ کے قول سے اس نظریہ واصول کی نشان دہی ہوتی ہے کہ نبض (شریان) قلب سے تعلق رکھنے کے باوجود صرف قلب کی حرکات کا ہی پتہ نہیں دیتی بلکہ جب قلب پر دوسرے حیاتی مفرد اعضاء اعصاب و دماغ اور جگر وغدد کے اثرات پڑتے ہیں تو ایک طرف قلب

متاثر ہوکر اپنی رفتار میں جہاں ضعف وسستی پیدا کرلیتا ہے وہاں نبض کی رفتار میں بھی ضعف یا سستی پیدا ہوجایا کرتی ہے سمجھدار معالج باربار کے تجربات سے اعصاب ودماغ اور جگر وغدد کے امراض کا تعین کرسکتا ہے جس سے تشخیص امراض اور تجویز علاج میں یقینی وبے خطا صورتیں سامنے آجاتی ہیں۔ اس طرح علاج خطا نہیں رہتا بلکہ یقینی علاج ہوجاتا ہے یہی صحیح نبض دیکھنے اور پرکھنے کا مقصد ہے۔

حکیم مسیح الملک کا قول

عالیجناب حکیم کبیر الدین صاحب اپنی کتاب النبض کے صفحہ ۱۷ پر حضرت مسیح الملک حافظ حکیم محمد اجمل خان صاحب کا قول نقل کرتے ہیں۔

"ایک بار مسیح الملک مرحوم نے طریقہ تشخیص بیان کرتے ہوئے نبض کے متعلق فرمایا تھا" کہ نبض بھی تشخیص میں ضروری چیز ہے ڈاکٹروں کا یہ خیال غلط ہے کہ نبض سے سوائے حالات قلب کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا۔"

اور یہ قول بھی صحیح نہیں کہ نبض سے کل امراض کا پتہ لگایا جاسکتا ہے بلکہ حق یہ ہے کہ ہر شخص اپنے تجربے کے موافق نبض سے امراض کی نوعیت معلوم کرسکتا ہے بعض کو دس امراض کی نبض کا تجربہ ہوتا ہے بعض کو بارہ کا اور بعض کو اس سے بھی زیادہ کا۔

اس کا انحصار مشق اور تجربہ پر ہے بلکہ بسا اوقات مریض کے بیان کی تردید محض نبض کی حالت سے ہی کی جاسکتی ہے۔

قانون مفرد اعضاء کے تین امراض کی تصدیق

قارئین آپ شروع سے پڑھتے آئے ہیں کہ چونکہ حیاتی مفرد اعضاء تین ہیں جن میں اعصاب و دماغ جگر و غدد اور قلب و عضلات ہیں لہٰذا جب بھی ان میں بگاڑ و خرابی پیدا ہو گی تو ان اعضاء کی مناسبت سے تین ہی قسم کی علامات و امراض پیدا ہوں گی اس حقیقت کا ثبوت عالیجناب حکیم محمد اجمل خان صاحب کے اس فرمان سے بخوبی ہو جاتا ہے۔

نبض میں ہمیشہ تین چیزیں دیکھنی چاہئیں۔

(۱) اعصابی و دماغی کمزوری، (۲) آلات ہضم اور کبد کا ضعف۔ (۳) قلب کی حالت۔

تشریح: کتنی سادگی اور مختصر الفاظ میں حکیم محمد اجمل خان صاحب نے نبض کے ذریعہ بالا عضاء تشخیص کا حکم فرمایا ہے اور قانون مفرد اعضاء کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ معالج جب بھی نبض دیکھے تو اس میں وہ تین مفرد اعضاء کا حال معلوم کرے۔

(۱) دماغ و اعصاب کی تیزی و سستی دیکھے جسے نظریہ مفرد اعضاء دماغ کی تحریک، تحلیل و تحلیل اور تسکین سے تعبیر کرتا ہے۔

(۲) آلات ہضم اور کبد کے ضعف سے مراد بھی یہی ہے کہ جگر و غدد کی تیزی سستی کو پرکھے جسے نظریہ مفرد اعضاء جگر و غدد کی تحریک اور تسکین قرار دیتا ہے۔

(۳) قلب کی حالت سے مراد قلب کی تیزی و سستی مراد ہے جسے حال قانون مفرد اعضاء قلب میں تحریک تحلیل تسکین پرکھنے کی ہدایت کرتا ہے۔

حقیقت نبض ابھی نا مکمل ہے

مندرجہ بالا اقوال سے حقیقت نبض مکمل طور پر واضح نہیں ہو سکی کیونکہ قلب پر دوسرے حیاتی اعضاء کے اثرات تو بتاتے ہیں لیکن قلب کس طرح ان کے اثرات سے متاثر ہوتا ہے کی وضاحت نہیں کی گئی جس سے قاری مکمل طور پر نبض کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا استاد صابر صاحب کی وہ تحریر پیش خدمت کر رہا ہوں جس میں انہوں نے قرآن حکیم سے پیدائش مرض کی حقیقت ماہیت اسباب اور علاج دعویٰ کے ساتھ پیش کیا چونکہ اس مضمون میں انہوں نے پیدائش مرض کا مقام قلب میں ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے حیاتی مفرد اعضاء کے تحریک تحلیل تسکین کے اثرات اور ان کا علاج پیش کیا ہے۔ جس کے پڑھنے سے انشاء اللہ۔ قارئین با آسانی نبض کے ذریعہ تشخیص امراض پر مہارت حاصل کر سکیں گے آپ نے ماہیت امراض کا یہ مضمون تحقیقات و علاج سوزش اور اورام میں بڑی تفصیل کے ساتھ کتاب کے مقدمہ میں قرآن حکیم اور پیدائش مرض کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے۔

☆☆☆

لاہور میں ہماری کتب و رسائل حاصل کرنے کے لئے

03017501019-03065381700-03016900873

قرآن حکیم اور پیدائش مرض

از قلم :۔ استاد دوست محمد صابر ملتانیؒ صاحب

خداوند کریم نے قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی کہلوایا کہ (واذا مرضت فھو یشفین)۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں پس وہی شفا دیتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان جب بادی اثرات (کیفیاتی آفاق اور نفسیاتی) اور مادی اثرات (ماکولات و مشروبات) سے بیمار ہو جاتا ہے تو خداوند حکیم ہی اسکو شفا دیتے ہیں گویا جب انسانی جسم کا اعتدال قائم نہیں رہتا تو وہ بیمار ہو جاتا ہے یعنی مرض اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان کی صحت قائم نہیں رہتی اس سے ثابت ہوا کہ صحت کا قیام انسانی جسم کے اعتدال پر قائم ہے یا اس طرح سمجھ لیں کہ انسان جن اعضاء سے مرکب ہے ان کے افعال کا اعتدال ہی صحت ہے یہ یقینی امر ہے کہ یہ افعال الاعضاء کسی قانون کے تحت عمل کر رہے ہیں یا یقیناً یہ قانون فطرت ہے جو دو حالات سے خالی نہیں ہے۔ اول قانون آفاق ، دوسرے قانون النفس ، اور دونوں قانون قدرت کے تحت کام کرتے ہیں ، دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ قانون فطرت ہی قانون قدرت کے تحت کام کرتا ہے۔ ان اللہ علیٰ کل شی قدیر۔ ثابت ہوا کہ شفا اللہ کے اختیار میں ہے۔ انہی قوانین قدرت میں ایک قانون شفا بھی ہے جو فطرت کے تحت کام کرتا ہے۔

قدرت اور فطرت کا فرق

جاننا چاہیے کہ قدرت وہ طاقت ہے جس سے اللہ تعالیٰ زندگی و کائنات اور تمام عالمین پر قادر ہیں ان کی یہ قدرت بھی اصول کے تحت ہے جو قانون بن گیا ہے فطرت وہ

طاقت ہے جس پر یہ زندگی کائنات اور تمام عالم رواں دواں ہے یہ بھی اصول و قاعدہ اور ترتیب کے ماتحت ہے اس لئے قانون کی حیثیت رکھتی ہے بہر حال ذہن نشین کرانے کیلئے قانون فطرت کہہ دیا جاتا ہے لیکن فطرت خود قدرت کے تحت قانون ہے۔

قانون قانون کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو عوام اسکو سن کر عمومی لفظ کی طرح نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ قانون اپنے اندر بہت بڑی طاقت رکھتا ہے یعنی ایسے قاعدے اور طریق جو کسی اصول و ترتیب اور صحیح بنیادوں پر قائم ہوں یا یوں سمجھ لیں کہ روزانہ زندگی میں مسلسل تجربات و مشاہدات کسی عمل یا شے کے نتائج ایک صورت میں پیدا ہوں تو بس اسکو قانون کہتے ہیں جیسے آگ جلاتی ہے اور پانی کو گرم کرتی ہے اسی طرح پانی سردی پیدا کرتا ہے اور آگ کو بجھا دیتا ہے جب بھی یہ اعمال کئے جائیں ایسا ہی ہوگا۔ انگریزی میں اس کو (LAW) کہتے ہیں اور یہ بالکل سائنس کے معنوں میں آتا ہے بلکہ مزید زور پیدا کرنے کے لئے "سائنٹیفک لاء" یعنی سائنسی قوانین کہتے ہیں۔

القانون قانون کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس امر پر غور کریں کہ تقریباً سات سو سال پہلے شیخ الرئیس بو علی سینا نے علم و فن طب پر جو کتاب لکھی ہے اسکا نام القانون رکھا ہے جس کا مقصد اور اظہار یہ ہے کہ یہ کتاب ایسے اصول و قاعدوں کے تحت ترتیب دی گئی ہے جو روزانہ زندگی میں مسلسل تجربات و مشاہدات کے بعد قائم کئے گئے ہیں جن میں کہیں بھی نقص اور خلا نہیں ہے جو لوگ لفظ سائنس کو اہمیت دیتے ہیں وہ لفظ قانون پر غور کریں۔ جس کے بغیر سائنس بھی مکمل نہیں ہے۔ یاد رکھیں علم و فن طب کی بنیاد یہی قوانین ہیں پھر یاد رکھیں کہ قدرت اور فطرت قانون ہیں جو بالکل اصول و قاعدوں اور ترتیب کے مطابق عمل کرتے ہیں قرآن حکیم نے فطرت کا لفظ بھی استعمال کیا ہے جیسے (فطرۃ اللہ

التی فطر الناس علیھا)۔ (اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے کہ جس کے قانون پر انسان
پیدا کیا گیا ہے) اور فطرت کے معنوں میں "سنت" لفظ بھی استعمال کیا ہے جیسے (لن تجد
لسنت اللہ تبدیلا)۔ (ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کے قانون میں تبدیلی نہ پاؤ گے)۔

ترتیب قدرت وفطرت اور قانون کی تشریح کی ضرورت اس لئے پیدا ہوئی
کہ یہ سب کسی ترتیب پر کام کرتے ہیں اور یہ ترتیب خودکار اصول اور طریق پر قائم ہے یعنی
ایک صورت کے بعد دوسری صورت اور ایک عمل کے بعد دوسرا عمل پیدا ہو جاتا ہے جسکو
انگریزی میں سسٹومیٹک (باقاعدہ) کہتے ہیں۔

مرض کا تصور غور کریں کہ قانون قدرت وقانون فطرت اور سنت الٰہیہ کے تحت
مرض کا تصور کیا ہے اس حقیقت سے تو انکار نہیں ہے مرض جس طرح بھی پیدا ہو بہر حال وہ
کسی نہ کسی قانون صحت کی خلاف ورزی ہوگا۔

یاد رکھیں کہ برائی کبھی قانون کے تحت نہیں ہوتی بلکہ برائی وہ شے یا عمل ہے
جو نیکی اور بھلائی کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتی ہے اسلئے مرض بھی کسی قانون کے تحت
پیدا نہیں ہوتا بلکہ جب صحت کے قانون کے خلاف ورزی کی جاتی ہے تو مرض
پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جس قدر طریق علاج ہیں سب مرض کی پیدائش کو
صحت کے قوانین کی خلاف ورزی قرار دیا ہے۔ ذیل میں چند طریق علاج کے اصول صحت
اور ان کی خرابی سے پیدائش امراض کی صورتیں پیش کی جاتی ہیں۔

آیورویدک اور پیدائش مرض

آیورویدک میں صحت کی بنیاد

دوشوں (اخلاط) اور پرکرتیوں (کیفیات) کے اعتدال پر رکھی گئی ہے اور جب ان میں کمی
یا بیشی یا نقص وخرابی یا ان کے مقام میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے تو اس حالت کو مرض
قرار دیتے ہیں یاد رہے کہ مرض کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب بے اعتدالی کا اثر اعضاء کے
فعل میں ظاہر ہوتا ہے۔

یونانی طب میں پیدائش مرض

یونانی طب میں صحت کی بنیاد جسم
کے اخلاط (خون وبلغم اور صفرا وسودا) اور کیفیات (گرمی سردی اور خشکی وتری) کے اعتدال
پر رکھی گئی ہے جب ان میں اعتدال قائم نہیں رہتا تو اس میں تین صورتیں ہوتی ہیں (۱) کمی
بیشی واقع ہو جاتی ہے (۲) مزاج میں خرابی ونقص رونما ہو جاتا ہے۔ (۳) ان کے اپنے
مقام میں تبدیلی پیدا ہو جائے۔ یعنی کوئی خلط اپنے مقام سے اخراج پانے کی بجائے
دیگر مقام پر چلی جائے مثلاً صفراء جگر سے اخراج کی بجائے خون میں شامل ہو کر دیگر اعضاء
پر اثر انداز ہو یہ حقیقت بھی یاد رکھیں کہ حالت مرض کا اظہار اسی وقت ہوگا جب اعضاء کے
افعال میں اعتدال بگڑ جائے گا یہی بے اعتدالی مرض قرار دی جاتی ہے۔

فرنگی طب اور پیدائش مرض فرنگی طب چار اخلاط اور چار کیفیات تسلیم نہیں
کرتی وہ صرف ایک خون کو ہی تسلیم کرتی ہے البتہ وہ تسلیم کرتی ہے کہ خون کم وبیش بارہ چودہ
عناصر سے مرکب ہے۔ جب ان عناصر میں کمی بیشی اور نقص وخرابی واقع ہو جاتی ہے تو مرض
پیدا ہو جاتا ہے جس کا اظہار اعضاء کے افعال کی بے اعتدالی سے ہوتا ہے البتہ جب سے
جراثیم تھیوری پیش کی گئی ہے اس وقت سے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ بھی اعضاء کے افعال
اور خون کی کیمیائی ترکیب کا سبب ہوتے ہیں لیکن پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ جب تک اعضاء
کے افعال اور خون کے مرکب میں بے اعتدالی واقع نہ ہو اس وقت تک مرض کی صورت

کا اظہار نہیں ہو سکتا گویا صحت کے اصول کی بے اعتدالی کا نام مرض ہے۔

ہومیو پیتھی اور پیدائش مرض

ہومیو پیتھی علاج بالمثل تسلیم کرتی ہے کہ اول روح بیمار ہوتی ہے پھر اس کا اثر جسم وخون پر پڑتا ہے اور اعضاء کے افعال بگڑ جاتے ہیں اور مرض کی صورت پیدا ہو جاتی ہے روح سے مراد وائٹل فورس (طبی روح) ہے۔

بایو کیمک اور پیدائش مرض جسم اور خون بارہ چودہ نمکیات سے مرکب ہے جب ان میں سے کسی نمک میں کمی یا خرابی آجائے تو مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ فرنگی طب کے عناصر اور بایو کیمک کے نمکیات میں فرق ہے کہ فرنگی طب عناصر کو مفرد ظاہر کرتی ہے اور بایو کیمک نمکیات کو مرکب تسلیم کرتی ہے۔

ہائیڈرو پیتھی اور پیدائش مرض جسم اور خون کے (فارن میٹرز) ایسے گندے مادے جنکو خارج ہونا چاہیے جب اندر رک جاتے ہیں تو ان کا اثر اعضاء کے افعال پر پڑتا ہے اور مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

سائیکو پیتھی اور پیدائش مرض سائیکو پیتھی (نفسیاتی علاج) تسلیم کرتی ہے کہ انسان میں جسم اور روح کے علاوہ جذبات بھی پائے جاتے ہیں جب ان جذبات میں کمی بیشی یا خرابی اور نقص پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا اثر اعضاء کے افعال پر پڑتا ہے اور مرض کی صورت پیدا ہو جاتی ہے جذبات کو سمجھنے کیلئے وائٹل فورس اور طبی روح کو مدنظر رکھیں اور ان کے باہمی فرق کو سمجھیں۔

مندرجہ بالا سات طریقوں کے علاوہ اور بھی کئی غیر مشہور طریق ہیں جن میں (۱) کروپوتھی (رنگوں سے علاج) (۲) الیکٹرو پیتھی (۳) علاج بالغذاء (۴) طب روحانی (۵) علاج بالموسیقی (۶) فزیکل پیتھی مالش اور امالہ سے علاج (۷) تعویز گنڈہ سے علاج وغیرہ جو سب طب کی شاخیں ہیں یا ان کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق طب سے ہے یہ سب بھی مرض کی پیدائش کو اعضاء کے افعال کی خرابی ہی تسلیم کرتے ہیں جو ان کے نظریات کے تحت عمل میں آتے ہیں۔

قرآن حکیم اور پیدائش مرض آج ہم دنیا میں ایک نئی حقیقت پیش کرتے ہیں آج کی دنیا سائنس کی دنیا ہے جسکو اپنے علوم و مشاہدات اور تجربات پر ناز ہے مگر وہ حقیقت سے بالکل بے خبر ہے حکماء اور اطباء نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا ان کے علاوہ علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ تک نہیں کیا کہ قرآن حکیم بھی پیدائش مرض کے متعلق اپنا ایک قانون رکھتا ہے۔

قرآن حکیم کے نزول کو تقریباً چودہ سو سال ہو گئے ہیں مگر اس حقیقت کو ہم دنیا کے سامنے پہلی بار پیش کر رہے ہیں البتہ حضرت رسول کریم ﷺ کی حدیثوں میں اس طرف پورے طور پر اشارات ملتے ہیں مسلسل تیس سال کے مطالعہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت مجھ پر روشن کر دی ہے جو موجودہ سائنسی دور اور میڈیکل سائنس کی غلطیوں کا صحیح اظہار ہے۔

قرآن حکیم کا دعویٰ ہے کہ وہ کتاب فطرت ہے وہ اپنا ایک قانون رکھتا ہے اس کی بھی ایک سائنس ہے جو اپنے اندر علوم و اعمال اور مشاہدات و تجربات کا ایک مسلسل اور لامتناہی سلسلہ رکھتا ہے جو تقریباً چودہ سو سال سے ان خزانوں کو بکھیر رہا ہے حقیقت بھی اس

کے خزانے کا بیش بہا موتی ہے قرآن حکیم کے اس دعویٰ کے ساتھ کہ یہ کتاب فطرت ہے اس کے ساتھ اس دعویٰ کو بھی ذہن نشین رکھیں کہ اس میں ہر صغیر و کبیر اور رطب یابس کا ذکر ہے پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ اس میں پیدائش مرض کا ذکر نہ ہوتا کہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں امراض کا بھی ذکر ہے۔ یقینی شفا کا بیان بھی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو قرآن حکیم کے اس طبی خزانے کی ایک ایک شے بیان کروں گا یہی صحیح علاج ہے۔

قرآن حکیم پیدائش مرض کے متعلق بیان کرتا ہے۔(فی قلوبھم مرض)۔(ان کے دلوں میں بیماری ہے) ایک چھوٹے سے جملے میں کتنی بڑی حقیقت بیان کردی ہے کہ انسانوں میں جب مرض پیدا ہوتا ہے تو وہ دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔

اس حقیقت سے تین صورتیں سامنے آتی ہیں (۱) مقام پیدائش مرض (۲) ابتدا پیدائش مرض (۳) اسباب، بادی ہو یا مادی پیدائش مرض دل میں ہی ہوگا۔ گویا مرض پہلے دل میں اثر انداز ہوگا پھر باقی جسم اور خون میں اپنے اثرات ظاہر کرے گا جس کی تشریح درج ذیل ہے۔

اول جاننا چاہیے کہ انسان تین حالتوں سے مرکب ہے (۱) جسم (۲) نفس (۳) روح۔ تینوں کا مرکز دل ہی تسلیم کیا گیا ہے اور اگر جسم کے ساتھ خون کا بھی ذکر کردیں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ خون کا مرکز بھی دل ہے اس سے ثابت ہوا کہ جسم و خون و نفس و روح پر اندرونی و بیرونی طور پر کوئی شے اثر انداز ہو تو اس کا اظہار دل پر ہوگا یہ ایک ظاہر تشریح اور دلیل ہے۔

اس کی باطنی تشریح اور دلیل یہ ہے کہ کسی بات یا شے کے لئے کوئی ظرف بھی ہونا چاہیے ہم مرض کی پیدائش دوش و اخلاط سے تسلیم کریں یا عناصر و نمکیات میں کمی بیشی جانیں یا روح و نفس کی خرابی کو مانیں تو لازمی امر ہے کہ ان کیلئے کوئی مقام بھی تسلیم کرنا پڑے

گا اور جسم انسان میں جب ہم غور و فکر کرتے ہیں تو قلب ہی میں چار مقام نظر آتے ہیں ان میں سے دو عدد دل کے بطن کہلاتے ہیں اور دو عدد اس کے اذن کہلاتے ہیں جس میں خون اور اس کے مادی و روحانی اجزاء اثرات سے اس طرح بھرے ہوئے ہوتے ہیں کہ اس طرح سارے جسم میں کہیں نظر نہیں آتے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ شریانوں اور وریدوں میں بھی خون دوڑتا ہے لیکن جاننا چاہیے کہ جسم کی تمام شریانیں دل ہی کی طرف سے آتی ہیں اور تمام وریدیں دل ہی میں واپس لوٹ جاتی ہیں وہ بھی دل کا حصہ تسلیم کئے گئے ہیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جسم میں دل کے سوا جتنے بھی اعضا ہیں ان میں خون صرف شریانوں اور وریدوں ہی میں رہتا ہے دل کی طرف ان سے جدا ہو کر ان اعضا میں کہیں اکٹھا نہیں ہوتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ جہاں پر خون ترشح پاتا ہے اور جذب ہو کر جزو بدن بنتا ہے وہ تمام عضلات ہیں اور یہ عضلات دل کے ماتحت ہیں لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ جو خون ترشح پاتا ہے وہ صرف خون کی رطوبت ہوتی ہے اصل خون نہیں ہوتا اصل خون تو دل ہی میں نظر آ سکتا ہے۔

تیسری تشریح و دلیل نظریہ مفرد اعضاء کے تحت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نظریہ مفرد اعضاء کی روشنی میں مجھے قرآن حکیم کے اس خزانے کا علم ہوا ہے مجھے یقین ہے کہ جب دنیا میں نظریہ مفرد اعضاء کی روشنی پھیلی تو دنیا بھر کے علوم و فنون میں ایک انقلاب آجائے گا اور ان کی نئی نئی صورتیں نظر آئیں گی اور یہی ان کی حقیقت کا تجزیہ ہوگا۔

جاننا چاہیے کہ جہاں تک قلبی ساخت کا تعلق ہے وہ عضلاتی انسجہ (ٹشوز) کا بنا ہوا ہے اور زندگی بھر حرکت میں رہتا ہے جس کے ساتھ اس کے اندر کا خون حرکت میں رہتا ہے یہ امر مسلمہ ہے کہ عضلات (دل) میں ایک حرکت ہے بلکہ یوں سمجھ لیں کہ عضلات کے معنی حرکت کے ہیں جس طرح اعصاب کے معنی احساسات کے ہیں یہی وجہ ہے کہ دل ہر وقت حرکت میں رہتا ہے اس حرکت کو مسلسل رکھنے اور اس میں کمی بیشی کرنے کیلئے

کے خزانے کا بیش بہا موتی ہے قرآن حکیم کے اس دعویٰ کے ساتھ کہ یہ کتاب فطرت ہے اس کے ساتھ اس دعویٰ کو بھی ذہن نشین رکھیں کہ اس میں ہر صغیر و کبیر اور رطب یابس کا ذکر ہے پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ اس میں پیدائش مرض کا ذکر نہ ہوتا کہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں امراض کا بھی ذکر ہے۔ یعنی شفا کا بیان بھی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو قرآن حکیم کے اس طبی خزانے کی ایک ایک شے بیان کروں گا بھی صحیح علاج ہے۔

قرآن حکیم پیدائش مرض کے متعلق بیان کرتا ہے۔ (فی قلوبھم مرض)۔ (ان کے دلوں میں بیماری ہے) ایک چھوٹے سے جملے میں کتنی بڑی حقیقت بیان کردی ہے کہ انسانوں میں جب مرض پیدا ہوتا ہے تو وہ دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔

اس حقیقت سے تین صورتیں سامنے آتی ہیں (۱) مقام پیدائش مرض (۲) ابتدا پیدائش مرض (۳) اسباب، بادی ہو یا مادی پیدائش مرض دل میں ہی ہوگا۔ گویا مرض پہلے دل میں اثر انداز ہوگا پھر باقی جسم اور خون میں اپنے اثرات ظاہر کرے گا جس کی تشریح درج ذیل ہے۔

اول جاننا چاہیے کہ انسان تین حالتوں سے مرکب ہے (۱) جسم (۲) نفس (۳) روح۔ تینوں کا مرکز دل ہی تسلیم کیا گیا ہے اور اگر جسم کے ساتھ خون کا بھی ذکر کردیں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ خون کا مرکز بھی دل ہے اس سے ثابت ہوا کہ جسم و خون و نفس و روح پر اندرونی و بیرونی طور پر کوئی شے اثر انداز ہو تو اس کا اظہار دل پر ہوگا یہ ایک ظاہر تشریح اور دلیل ہے۔

اس کی باطنی تشریح اور دلیل یہ ہے کہ کسی بات یا شے کے لئے کوئی ظرف بھی ہونا چاہیے ہم مرض کی پیدائش دوش و اخلاط سے تسلیم کریں یا عناصر و نمکیات میں کمی بیشی جانیں یا روح و نفس کی خرابی کو مانیں تو لازمی امر ہے کہ ان کیلئے کوئی مقام بھی تسلیم کرنا پڑے

گا اور جسم انسان میں جب ہم غور و فکر کرتے ہیں تو قلب ہی میں چار مقام نظر آتے ہیں ان میں سے دو عدد دل کے بطن کہلاتے ہیں اور دو عدد اس کے اذن کہلاتے ہیں جس میں خون اور اس کے مادی و روحانی اجزاء اثرات سے اس طرح بھرے ہوئے ہوتے ہیں کہ اس طرح سارے جسم میں کہیں نظر نہیں آتے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ شریانوں اور وریدوں میں بھی خون دوڑتا ہے لیکن جاننا چاہیے کہ جسم کی تمام شریانیں دل ہی کی طرف سے آتی ہیں اور تمام وریدیں دل ہی میں واپس لوٹ جاتی ہیں وہ بھی دل کا حصہ تسلیم کئے گئے ہیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جسم میں دل کے سوا جتنے بھی اعضا ہیں ان میں خون صرف شریانوں اور وریدوں ہی میں رہتا ہے دل کی طرف ان سے جدا ہو کر ان اعضا میں کہیں اکٹھا نہیں ہوتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ جہاں پر خون ترشح پاتا ہے اور جذب ہو کر جزو بدن بنتا ہے وہ تمام عضلات ہیں اور یہ عضلات دل کے ماتحت ہیں لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ جو خون ترشح پاتا ہے وہ صرف خون کی رطوبت ہوتی ہے اصل خون نہیں ہوتا اصل خون تو دل ہی میں نظر آسکتا ہے۔

تیسری تشریح و دلیل نظریہ مفرد اعضاء کے تحت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نظریہ مفرد اعضاء کی روشنی میں مجھے قرآن حکیم کے اس خزانے کا علم ہوا ہے مجھے یقین ہے کہ جب دنیا میں نظریہ مفرد اعضاء کی روشنی پھیلی تو دنیا بھر کے علوم و فنون میں ایک انقلاب آجائے گا اور ان کی نئی نئی صورتیں نظر آئیں گی اور یہی ان کی حقیقت کا تجزیہ ہوگا۔

جاننا چاہیے کہ جہاں تک قلبی ساخت کا تعلق ہے وہ عضلاتی انسجہ (ٹشوز) کا بنا ہوا ہے اور زندگی بھر حرکت میں رہتا ہے جس کے ساتھ اس کے اندر کا خون حرکت میں رہتا ہے یہ امر مسلمہ ہے کہ عضلات (دل) میں ایک حرکت ہے بلکہ یوں سمجھ لیں کہ عضلات کے معنی حرکت کے ہیں جس طرح اعصاب کے معنی احساسات کے ہیں یہی وجہ ہے کہ دل ہر وقت حرکت میں رہتا ہے اس حرکت کو مسلسل رکھنے اور اس میں کمی بیشی کرنے کیلئے

تحریکات اور اغذیہ کی ضرورت ہے اس مقصد کیلئے دو عدد غلاف ہیں جن میں یکے بعد
دیگرے قلب ملفوف ہے ان میں پہلا غلاف جو قلب پر لپٹا ہوا ہے وہ غشائے مخاطی انسجہ
غدی (اپی تھل ٹشوز) کا ہے اس کے اوپر دوسرا غلاف اعصابی نسیج (نروز ٹشوز) کا ہے۔
پہلے غلاف کا تعلق جگر کے ساتھ ہے جہاں سے غذا حرارت کی صورت میں ملتی رہتی ہے اور
دوسرے غلاف کا تعلق دماغ سے ہے جہاں تحریکات رطوبت کی صورت میں پہنچتی رہتی
ہیں۔

یہ بات یاد رکھیں کہ یہ غلاف صرف قلب کے اوپر ہی نہیں لپٹے ہوئے بلکہ قلب
کی ہر گہرائی اور تہہ تک چلے گئے ہیں گویا قلب اگر نسیج عضلات کا بنا ہوا ہے لیکن اس کی
ساخت اور بافت میں عصبی (دماغ) اور غدی (جگری) انسجہ گندھے ہوئے ہیں جس کے
ساتھ اس کی خلاؤں کو الحاقی ساخت نے پر کیا ہوا ہے ان حقائق سے ثابت ہوا کہ قلب
جو ذاتی طور پر عضلاتی نسیج کا بنا ہوا ہے اس میں دیگر انسجہ پوری طرح شریک ہیں جس سے
اس کا دیگر اعضاء رئیسہ سے گہرا تعلق ہے یعنی اعضاء رئیسہ اور ان کے متعلقات میں
جو کیفیات و تحریکات اور اعمال و صورتیں پیدا ہوتی ہیں ان کا نہ صرف اثر قلب پر ہوتا ہے بلکہ
اسکے فعل میں کمی بیشی اور ضعف بھی پیدا کر دیتا ہے یہاں تک کہ انسان کے ذہن میں کوئی
جذبہ پیدا ہو یا بیدار ہو تو ایک سیکنڈ سے ہی پہلے دل پر اس کا اثر ہو جاتا ہے گویا سب سے
پہلے جسم پر کوئی بات اثر انداز ہو سکتی ہے تو وہ جذبہ ہو سکتا ہے جو نفسیاتی اثر ہے مادی شے
میں اثر انداز ہو گی اور بذریعہ نسیج یا بذریعہ خون ہو گی۔

یہ بات بھی یاد رکھیں کہ ہر مادے کے عمل کے ساتھ اس کے نفسیاتی اور کیفیاتی
اثرات بھی ہوتے ہیں جو مادے کے اثر سے پہلے پہنچ جاتے ہیں اس لئے یہ تسلیم کیا گیا ہے
انسان میں جو امراض پیدا ہوتے ہیں ان میں نفسیاتی و کیفیاتی اثرات ۹۹ فیصد پائے جاتے

ہیں امراض کے علاج میں ان کا مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے قرآن حکیم نے نہ صرف ان
نفسیاتی و کیفیاتی اور مادی اثرات کا ذکر تفصیل سے کیا ہے بلکہ ان غلافوں کا ذکر بھی کیا ہے
جن میں قلب ملفوف ہے اور ان کی طرف سے یہ تاثر پہنچتے ہیں تو قلب کے افعال میں تغیر
پیدا کر کے مرض پیدا کر دیتے ہیں۔

قرآن حکیم بیان کرتا ہے۔ (انا جعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ)۔
(تحقیق ہم نے ان کے دلوں پر پردہ بنایا ہے تا کہ سمجھے) اس پردے کا سب سے
بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ ان اثرات کو سمجھائے جو اس کی طرف پہنچتے ہیں کئی جگہ اکنہ (دل
کا پردہ) کا ذکر آیا ہے۔ اور اس کے علاوہ قلوبنا غلف (ہمارے دلوں پر پردے ہیں) غلاف
کا لفظ اسی غلف سے بنا ہے ایسا پردہ جو کسی شے کے اوپر بالکل غلاف کی طرح چڑھا کر
ڈھانپ دیا جائے۔

قرآن حکیم میں پردے کے معنوں میں حجاب و کشف اور غشا بھی آتے ہیں ان کا
ذکر اپنے اپنے مقام پر آئے گا۔ دل پر جن پردوں کا ذکر آیا ہے وہ اکنہ اور غلف ہی ہیں اور
اس میں یہ سمجھ لیں کہ طبی تشریح کے مطابق دل پر دو پردے ہوتے ہیں باہر کا پردہ اعصابی
انسجہ (نروز ٹشوز) کا ہوتا ہے اور اندرونی غدی انسجہ (اپی تھل ٹشوز) کا ہوتا ہے۔ غلف بیرونی
پردہ ہے جس کا تعلق اعصاب اور دماغ سے ہے اور اکنہ اندرونی پردہ ہے جس کا تعلق غدد اور
جگر سے ہے انہی دونوں ذرائع سے تمام جسم کے کیفیاتی و نفسیاتی اور مادی اثرات قلب تک
پہنچ کر اس کے فعل میں کمی بیشی اور ضعف پیدا کر دیتے ہیں یہ اثرات خود کار طریق پر
اثر انداز ہوتے ہیں اور اتنی جلدی ہوتے ہیں کہ انسانی شعور بھی اندازہ نہیں لگا سکتا گویا غیر
شعوری طور پر اثر انداز ہوتے ہیں بلکہ یوں سمجھ لیں کہ ان کا شعور بھی اس وقت ہوتا ہے
جب اثر شروع ہوتا ہے۔

یہ بات بھی سمجھ لیں کہ قرآن حکیم نے جہاں قلب کا ذکر کیا ہے وہاں دیگر اعضاء رئیسہ کا بھی ساتھ ہی ذکر کیا ہے البتہ اس کے لئے دو ایسی علامات واضح کر لی ہیں جن کا گہرا تعلق ان کے ساتھ ہے دماغ کیلئے اذن (کان) اور جگر کے لئے بصر (آنکھ) کو بیان کیا ہے۔ جیسے کہ قرآن حکیم میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ۔ (اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔

دوسری جگہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔ لھم قُلقب ویفقھون بھاولھم اعیُن لایبصرون بھاولھم أذان لایسمعون بھاأُولئك کاالانعام بل ھم اضلُ أُولئك ھم ھم الغافلون۔

ان کے واسطے دل ہیں مگر ان کے ساتھ نہیں سمجھتے ان کے واسطے آنکھیں ہیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں ان کے واسطے کان ہیں مگر ان کے ساتھ نہیں سنتے یہ چار پایوں کے مانند ہیں بلکہ ان سے زیادہ گمراہ ہیں یہ لوگ غافل ہیں۔

ایک اور مقام پر قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا

افلم یسیرو الی الارض لنکون لھم قلوب یعقلون بھااو أذان یسمعون بھافلنھاالانعمی الابصار ولکن نعمی القلوب التی فی الصدور۔

ترجمہ (کیا انھوں نے زمین پر سیر نہیں کی ہے کہ ہوتے ان کے واسطے دل اور سمجھتے ان کے ساتھ اور کان کہ ان کے ساتھ سنتے پس تحقیق یہ بات نہیں ہے کہ ان کی آنکھیں اندھی ہیں لیکن انکے دل اندھے ہو جاتے ہیں جو ان کے سینوں میں ہیں)

اس طرح قرآن حکیم میں بہت سی آیتیں ہیں جن سے دل کی تشریح وافعال اور نفسیات وجسمانی امراض کو ذہن نشین کرنے کیلئے ساتھ دل کے دیگر اعضاء کے ساتھ

تعلق کو ظاہر کیا گیا ہے۔ چونکہ امراض کی پیدائش کے تین بڑے اسباب ہیں۔ (۱) بادی، کیفاتی ونفسیاتی (۲) مادی (۳) سابقہ، فاعلہ۔ قرآن حکیم نے اس طرح بیان کیا ہے۔

پہلے مادی امراض کے متعلق سمجھیں۔

قرآن حکیم بیان فرماتا ہے، (فی قلُوبھم مرض فزادھُم اللہ مرضاولھم عذاب الیم بما کانو یکذبون)۔ (ان کے دلوں میں بیماری ہے اللہ نے بیماری بڑھا دی اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے بسبب اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

جاننا چاہیے کہ لوگوں کی بری عادتوں میں سب سے بری عادت جھوٹ بولنا ہے حیرت یہ ہے کہ بعض لوگ اس کو برائی خیال ہی نہیں کرتے لیکن قرآن حکیم جھوٹ کو ایک نفسیاتی مرض قرار دیتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ دوسروں کو فریب دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ دوسروں کو نہیں اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں۔

قرآن حکیم بیان کرتے ہیں (یخدعون اللہ والذین امنو وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون)۔ اللہ تعالیٰ اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں فریب دیتے ہیں لیکن اپنے نفس کو فریب دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ فریب دینا خوف کی علامت ہے جو اعصاب میں تحریک سے پیدا ہوتا ہے جس سے قلب کے فعل میں کمی پیدا ہو جاتی ہے اور انسانی جرات ختم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جس کیلئے دردناک عذاب ہی ہو سکتا ہے۔

اب مادی صورت بھی سمجھ لیں قرآن حکیم بیان کرتے ہیں۔

واما الذین فی قلُوبھم مرض فزادھم رجساً الی رجسھم

اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے پس زیادہ کر دی نجاست ان کی نجاست ہیں

یاد رکھیں جب دل کے فعل میں خرابی واقع ہوتی ہے تو قلب کے عضلات میں مواد رکنا شروع ہو جاتا ہے اور باعث فساد ہوتا ہے۔

تیسری صورت سبب سابقہ کی ہے اور وہ وہی عضو ہے جس کے فعل میں خرابی پیدا ہو کر مرض کی صورت میں نمودار ہوتی ہے یہ قلب یا اس کا کوئی پردہ ہو سکتا ہے یہی صورت فاعلہ ہے یہی مرض کی ابتدا ہے۔

دنیا کے تمام طریقہ ہائے علاج اور قرآن حکیم کے پیدائش مرض کو پیش کرنے کے بعد ہم مرض کی طرف لوٹتے ہیں ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ مرض حقیقت اور مثبت شے نہیں ہے بلکہ خرابی اور منفی شے ہے حقیقت اور مثبت شے صحت ہے جو قدرت اور فطرت کے قوانین پر قائم ہے اس لئے صحت کا قیام انہیں قوانین کا سمجھنا ہے اور یہی زندگی اور کائنات کا ماحصل ہے۔

جہاں تک ماہیت امراض کی تشریح کا تعلق ہے اس کے انتہائی اختصار کے ساتھ مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں۔

(۱) کسی مفرد عضو کے فعل میں کمی یا (۲) اس کے فعل میں تیزی یا (۳) اس کے فعل میں ضعف واقع ہو جائے۔

ایسی صورتوں میں ان مفرد اعضاء کے دیگر مفرد اعضاء کے ساتھ باہمی تعلقات پھر ان کے مرکب اعضاء خون اور تمام جسم پر کیا اثرات ہوتے ہیں۔

مقدمہ کے نتائج

قارئین آپ نے استاد صاحب کا ماہیت امراض کا مضمون پڑھا جس میں آپ

نے نہایت تفصیل کے ساتھ قرآن حکیم سے آیات پیش کر کے ہر مرض کا مقام پیدائش مرض قلب کو ثابت کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ دل پر جگر اور دماغ کے پردے چڑھے ہوئے ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے اثرات و تاثرات دل کو بھیجتے ہیں جن سے دل کی حرکات میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ جن کا ثبوت موجودہ میڈیکل سائنس اور طبی و ڈاکٹری تشریح ابدان یوں پیش کرتی ہیں۔

تشریح ابدان

ہمارے جسم میں تین قسم کے فعلی و حیاتی مفرد اعضاء (دل و جگر و دماغ) پائے جاتے ہیں جب جسم میں چیر پھاڑ کر کے ان مفرد اعضاء کو دیکھا جاتا ہے تو ان پر دو دو غلاف چڑھے ہوئے نظر آتے ہیں جن کی ترتیب ماہرین تشریح ابدان نے یوں کی ہے۔

مثلاً قلب پر ایک پردہ جگر و غدد اور غشا مخاطی کا دوسرا پردہ دماغ و اعصاب کا چڑھا ہوا نظر آتا ہے۔

اسی طرح جگر پر ایک پردہ دماغ و اعصاب کا اور دوسرا پردہ قلب و عضلات کا چڑھا ہوا نظر آتا ہے۔

بالکل اسی طرح دماغ پر ایک پردہ قلب و عضلات کا اور دوسرا پردہ جگر و غدد کا چڑھا ہوا نظر آتا ہے۔

دل جگر اور دماغ پر ایک دوسرے کے پردے ہونے کی وجہ

تشریح ابدان سے یہ تو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ دل جگر اور دماغ پر ایک

دوسرے کے پردے چڑھے ہوئے ہیں لیکن ان کی وجہ جواز کا کہیں ذکر نہیں ہے۔
البتہ قرآن حکیم سے ان پردوں کے مقصد کا ضرور پتہ چلتا ہے چنانچہ قرآن حکیم نے فرمایا ہے۔ اناجعلنا علیٰ قلوبھم اکنہ ان یفقھوہ۔

تحقیق ہم نے ان کے دلوں پر پردہ بنایا ہے تاکہ سمجھ سکیں یعنی ان کے ذریعہ قلب ایکدوسرے کے اثرات کو بتا سکے۔

دل کے پردے اور قانون مفرد اعضاء

قانون مفرد اعضاء ان پردوں کے اثرات کی تشریح یوں بیان کرتا ہے کہ جب دماغ واعصاب میں تحریک اور سوزش ہوجائے تو دماغ اپنے تاثرات واثرات قلب کے اوپر چڑھے ہوئے اعصابی پردوں کے ذریعہ قلب کو متاثر کر کے رفتار میں ست کر دیتا ہے حتیٰ کہ اس میں تسکین کی علامات پیدا ہونے لگتی ہیں ایسا مریض دل ڈوبنے کی شکایت ضرور کرتا ہے۔

معالج جب نبض دیکھتا ہے تو اسے انتہائی ست اور گہرائی میں کافی دباؤ کے بعد محسوس کرتا ہے قانون مفرد اعضاء ایسی نبض کو اعصابی نبض قرار دیتا ہے جس کا مطلب ہے کہ اب دماغ واعصاب کے افعال میں شدید تیزی آچکی ہے گردے کثرت سے پیشاب خارج کرتے ہیں معدہ امعاء کو غیر منہضم حالت میں لگتے ہیں۔

جب جگر وگردوں میں تحریک وتیزی پیدا ہوجائے تو جگر اپنے احساسات واثرات قلب کے اوپر چڑھے ہوئے اپنے غدی پردہ کے ذریعہ قلب کو متاثر کر دیتا ہے جس سے قلب میں جلن گھبراہٹ بے چینی اور گرمی وحرارت کی

شکایت پیدا ہو جاتی ہے چونکہ صفراوحرارت کی شدت سے قلب تحلیل ہونے لگتا ہے لہٰذا قلب کی رفتار ست اور کمزور پڑ جاتی ہے۔

معالج جب نبض دیکھتا ہے تو نبض قدرے دباؤ سے محسوس ہوتی ہے جسکی رفتار ست ہی ہوتی ہے۔

جب معالج مریض سے گردوں، معدہ امعاء کے بارے میں سوال پوچھتا ہے تو مریض بتاتا ہے کہ میرا پیشاب رک رک کر جلن کے ساتھ زردی مائل سرخ آتا ہے اور میرے معدہ امعاء اور سینہ میں جلن بے چینی، بدہضمی اور پاخانے بے قاعدہ تھوڑا تھوڑا ٹوٹ ٹوٹ کر آتا ہے۔

ان علامات کی موجودگی میں معالج غدی (جگر کی تیزی) تحریک کا حکم لگا کر مریض کو مرض کی ماہیت بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کو خفقان کی شکایت بھی ہے۔

بالکل اسی طرح جب خود دل میں تحریک وتیزی اور سوزش ہو جاتی ہے تو دل ایک طرف تیزی سے حرکت کرنے لگتا ہے دوسری طرف جگر اور دماغ کو اپنے پردوں کے ذریعہ متاثر کرتا ہے۔

جب معالج نبض دیکھتا ہے تو نبض بالکل ابھری ہوئی بغیر دباؤ کے محسوس کر لیتا ہے نبض کی رفتار اعصابی وغدی نبضوں سے انتہائی تیز محسوس ہوتی ہے اس وقت قلب کی حرکات سو سے بھی زیادہ پاتا ہے۔ اس وقت اکثر مریض اختلاج قلب کی شکایت کرتے ہیں نبض تو کیا معدہ امعاء ریاح سے بھر چکے ہوتے ہیں۔

جب معالج مریض سے معدہ امعاء گردوں اور دماغ کے بارے سوال پوچھتا ہے تو مریض بتاتا ہے کہ اسے بھوک خوب لگتی ہے لیکن کھایا پیا نہیں لگتا، قبض

شدید بتاتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ مجھے کئی کئی دن پاخانہ نہیں آتا پیشاب گہرا سرخ بتاتا ہے پیشاب کی مقدار بہت کم اور ایک دو بار میں روزانہ آنے کا بتاتا ہے۔

چونکہ خشکی تیزابیت زوروں پر ہوتی ہے اس لئے مریض بے خوابی کی شکایت خصوصیت سے کرتا ہے۔

مندرجہ بالا تینوں حالتیں، دل، جگر، دماغ کے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے پردوں کے ذریعہ جو اثرات دل پر پڑتے ہیں انہیں معالجین نبض میں محسوس کر کے تشخیص کرتے ہیں۔

چونکہ یہ حقائق ہیں اس لئے نبض کے ذریعہ تشخیص کرنا معالج کیلئے نہ صرف ضروری ہے بلکہ ازحد ضروری ہے ورنہ نبض کے دیکھے بغیر تشخیص میں بے شمار پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی۔

بغیر نبض دیکھے تشخیص کے نتائج

جو معالج مریض سے علامات و تکالیف پوچھ کر تشخیص کر کے علاج تجویز کرتے ہیں وہ ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ لہٰذا معالجین خصوصاً حاملین قانون مفرد اعضاء کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ نبض پر مہارت حاصل کئے بغیر علاج معالجہ تجویز نہ کریں۔

ایلوپیتھی ڈاکٹر اور نبض

ایلوپیتھک ڈاکٹر نبض کو کوئی اہمیت نہیں دیتے وہ کہتے ہیں نبض سے دل کے ست اور تیز چلنے کے سوا کسی مرض کا پتہ نہیں چلتا حقیقت میں وہ غلطی پر ہیں بغیر تحقیق

کئے حقیقت سے آنکھیں بند کر کے انکار کر دیتے ہیں۔

ایسے ڈاکٹروں کے لئے ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ آئیں اور ہم سے نبض کے اسرار و رموز سیکھیں اگر ان کی تسلی نہ ہو تو اجازت ہوگی کہ وہ جو کچھ ہمارے خلاف کہنا چاہیں کہہ سکتے ہیں۔

معالجین طب یونانی اور نبض

جب سے طب اسلامی وجود میں آئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک حکماء و طبیب حضرات کو نبض کی حقیقت، ماہیت اور ضرورت بڑی سنجیدگی اور احتیاط سے پڑھائی سکھائی جاتی ہے۔

طبی کتب اور کالجوں میں نصاب کے لمبے چوڑے باب باندھے گئے ہیں اور بہت اچھے طریقہ سے سمجھانے دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ نبض کی ۴۵ اقسام بیان کی گئی ہیں لیکن اگر نبض کی اتنی اقسام بیان کرنے والے مصنف سے پوچھا جائے کہ وہ ان بیان کردہ اقسام پر خود عبور رکھتا ہے؟ تو جواب ہمیشہ نفی میں ملتا ہے۔

البتہ

بعض طبیب ان اقسام میں سے چند نبضوں پر عبور رکھتے ہیں وہی لوگ اپنے علاقہ کے نباض کہلاتے ہیں۔

لیکن

اگر ایسے طبیبوں سے جن نبضوں پر انہیں عبور حاصل ہے پوچھا جائے کہ

آپ جن نبضوں پر عبور رکھتے ہیں یا جن کے ماہر ہیں ان نبضوں کی بالاعضاء تشریح کیا ہے تو یقین جانئے کہ جواب ہمیشہ نفی میں ملتا ہے۔

طبیہ کالجوں میں نبض کی بالاعضاء تشریح پڑھائی نہیں جاتی

یہ کتنی افسوس کی بات ہے کہ طبیہ کالجوں میں نبض کی بالاعضاء تشریح پڑھائی ہی نہیں جاتی پھر عام طبیب اپنے شاگردوں کو نبض کی بالاعضاء تشریح کیسے پڑھا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں میں سے کوئی ایک طبیب کسی خاص نبض پر مہارت رکھتا ہے۔

قانون مفرد اعضاء کا کمال

قانون مفرد اعضاء نے نہ صرف نبضوں کو بالاعضاء پیش کیا ہے بلکہ طب یونانی کی ۴۵ کے قریب نبضوں کا قانون مفرد اعضاء کے تحت تقسیم کر کے نبض کی چھ اقسام میں ضم کر دیا ہے اب ان میں سے طب یونانی کی کوئی بھی نبض نکال کر دیکھنا چاہیں تو ماہر قانون مفرد اعضاء فوراً پیش کر دے گا۔

یادداشت

قانون مفرد اعضاء کی چھ اقسام وہی ہیں جنہیں رہبر نظریہ مفرد اعضاء اور کلیات قانون مفرد اعضاء میں نبض کے باب میں بیان کی گئی ہیں۔

قارئین نبض کی حقیقت ماہیت اور ضرورت پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے امید ہے کہ نبض کا اصل مفہوم اور اس کی حقیقت ذہن نشین کی جا چکی ہوگی اگر کچھ کمی محسوس

کریں تو بار بار پڑھیں انشاءاللہ دل مطمئن ہو جائے گا۔

نبض کی ساخت

نبض بذات خود شریان کی تڑپ کا نام ہے جس کی کوئی ساخت نہیں ہے لیکن چونکہ عرف عام میں کلائی کی شریان کو ہی نبض کہا جاتا ہے اس لئے میں نے شریان کی ساخت کا عنوان لکھنے کی بجائے نبض کی ساخت کا عنوان لکھا ہے تاکہ معمولی پڑھ لکھے بھی نبض کی ساخت (شریان کی ساخت) سمجھ سکیں۔

جاننا چاہیے کہ شریانوں کی بناوٹ بھی (نبض کی بناوٹ) قریب قریب دل کی بناوٹ کے مشابہ ہوتی ہے یہ لچکدار خالی نالیاں ہوتی ہیں ہر شریان کی ساخت میں تین طبقے یا پردے ہوتے ہیں شریان کا اندرونی پردہ لچکدار ساخت اور باریک ہوتا ہے اس طبقہ کے دو پرت ہوتی ہیں اندرونی پرت (انڈوتھیلیم) اس نازک جھلی کا بنا ہوتا ہے جو دل کے اندرونی حصہ میں لگی ہوتی ہے اور بیرونی تہ یا پرت لچکدار ریشوں سے بنا ہوتا ہے ان دونوں حصوں کے درمیان میں ایک اور پرت ہوتی ہے جو موٹی اور سرخی زردی مائل ہوتی ہے اس کی بناوٹ میں لحمی وتری ریشے ہوتے ہیں بیرونی طبقہ جو سب سے موٹا ہوتا ہے وہ رباطی ریشوں کے دو پرتوں یا تہوں سے بنتا ہے۔

نبض یا شریانوں میں تڑپ کیسے پیدا ہوتی ہے

جب دل سکڑتا ہے شرائین میں خون جاتا ہے یا داخل ہوتا ہے تو شریانوں میں حرکت و تڑپ پیدا ہوتی ہے اور جب دل پھیلتا ہے اس میں خون واپس آتا ہے تو

شریانیں سکڑتی ہیں۔

شریانوں کی اچھل کود اور تڑپ کو ہی نبض میں دیکھا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ دل یا اس کے متعلقہ مفرد اعضاء کا کیا حال ہے۔

نبض میں کیا دیکھنا یا دریافت کرنا ہے

نبض کا صحیح تصور یہ ہے کہ معالج اپنے ذہن میں یہ بات بٹھائے کہ اس نے نبض میں خون کا دباؤ (۲) خون کی رطوبات (۳) خون و جسم میں حرارت کا توازن معلوم کرنا ہے۔

اس حقیقت کے اظہار کیلئے استاد صابر ملتانی فرماتے ہیں جاننا چاہیے کہ نبض سے صرف حرکات قلب کا ہی پتہ نہیں چلتا بلکہ اس سے (۱) خون کے دباؤ (۲) خون کی رطوبات (۳) خون کی حرارت کا علم ہوتا ہے۔

یاد رکھیں ہر حالت میں دل کی حرکات بدل جاتی ہیں جس کے ساتھ ساتھ نبض کی حرارت اس کے ساتھ اور اس کے مقام میں بھی تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جس سے انسانی جسم کے حالات پر حکم لگایا جاسکتا ہے۔

راز کی بات

دل ایک عضلاتی عضو ہے مگر اس پر دو غدد پردے چڑھے ہوئے ہیں دل کے اوپر کا پردہ غشائے مخاطی اور غدد ہے اس کے اوپر بلغمی اور اعصابی پردہ ہے۔

جو شریانیں دل اور اس کے دونوں پردوں کو غذا پہنچاتی ہیں ان میں تحریک یا سوزش سے تیزی آجاتی ہے جس کا اثر حرکات قلب اور افعال شریان پر پڑتا ہے جس

سے ان میں خون میں دباؤ، خون کی رطوبت اور خون کی حرارت میں کمی بیشی آجاتی ہے ذہن نشین کرلیں۔ کہ

(۱) شریان میں خون کا دباؤ قلب کی تحریک سے پیدا ہوتا ہے جو اس کی ذاتی اور عضلاتی تحریک ہے۔

(۲) خون کی رطوبت میں زیادتی دل کے بلغمی پردوں میں تحریک سے ہوتی ہے۔

(۳) اسی طرح خون کی حرارت قلب کے غشائی غدی پردے میں تحریک سے پیدا ہوتی ہے۔

دل کی حالت یا نبض دیکھنے کے نتائج

جب ہم دل کی حالت اور نبض کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں جہاں دل کی حالت اور نبض کا پتہ چل جاتا ہے وہاں اعصاب و دماغ اور غدد و جگر کے افعال کا بھی پتہ چل جاتا ہے وہاں یہ وہ راز ہے جسکو ہم پہلی بار ظاہر کر رہے ہیں یہی ہماری تحقیق کا حصہ ہے۔

جب سے علم و فن وجود میں آیا ہے آج نبض کا یہ راز ہم نے بیان کیا ہے اس لئے نبض کے علم میں بے انتہا آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ (صابر ملتانی)۔

نبض کے سلسلے میں ہم مریض کے جسم میں یہی سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس وقت جسم میں قوت کی زیادتی ہے یا حرکت کی زیادتی ہے یا حرارت زیادہ ہو گئی ہے اس طرح اس کا تعلق جسم کے مختلف اعضاء خصوصاً حیاتی مفرد اعضاء کی حالت کا علم ہو جاتا ہے۔

یادرکھیں قوت کو انگریزی میں انرجی ENERGY حرکت کو ایکشن ACTION اور حرارت کو ہیٹ کہتے ہیں۔

جسم کے کس حصہ سے نبض دیکھنا افضل ہے

اگرچہ جسم میں پائی جانے والی ہر شریان دل کی حالت کا ہی پتہ دیتی ہے اور اس کے ذریعہ حالات بدن معلوم کیے جاسکتے ہیں لیکن چند شریانوں کے سوا جسم کی تمام شریانیں گوشت میں دبی ہوئی ہوتی ہیں جنہیں محسوس کرنا دشوار ہوتا ہے جو شریانیں زیادہ ابھری ہوتی ہیں ان میں کنپٹی کی شریان، ٹخنے کی شریان اور کلائی کی شریان شامل ہیں۔

ان میں سے کلائی کی شریان (نبض) کی حالت کا معائنہ و مشاہدہ کیا جاتا ہے اور اس شریان کو اختیار کرنے کی وجوہات شیخ الرئیس بوعلی سینا کی زبانی سنیئے۔

نبض کے لئے کلائی کی شریان کیوں اختیار کی گئی

شیخ کا قول ہے کہ نبض دیکھنے کیلئے کلائی کی شریان النبض (شریان زندی اعلیٰ) درج ذیل وجوہات سے اختیار کی گئی ہیں۔

(۱) اس شریان تک رسائی آسان ہے کیونکہ اسے دکھانے کیلئے آسانی سے باہر لاسکتا ہے اور طبیب کو شریان کی تلاش میں تکلیف نہیں کرنی پڑتی۔

(۲) مریض کو اس کے کھولنے اور دکھانے میں کم عذر ہوسکتا ہے حتیٰ کہ عورتیں اس کے کھولنے اور دکھانے میں انکار نہیں کرتیں۔

لیکن اس کے برعکس دوسری شریانوں میں سے جو کپڑوں کے نیچے گوشت میں چھپی ہوئی اور دبی ہوئی ہیں دکھانا مشکل ہے۔

اگرچہ کنپٹی اور ٹخنوں کی شریانیں دبی ہوئی نہیں ہوتیں لیکن چونکہ نامحرم عورتیں ان کے دکھانے میں شرم محسوس کرتیں ہیں اس لئے ان کو اختیار نہیں کیا گیا۔

(۳) کلائی کی شریان کی وضع قلب کی سیدھ میں واقع ہے اور بمقابلہ دوسری بہت سی شریانوں کے قلب سے قریب ہے۔

کلائی کی نبض دیکھنے کیلئے دوسرے اطباء کی آراء

کلائی کی شریان کو اختیار کرنے کے متعلق شیخ الرئیس کی بیان کردہ تین وجوہات کے علاوہ دوسرے طبیبوں نے بھی تین وجوہ بیان کی ہیں۔

(۱) کلائی کی شریان ایک معین مدت میں یعنی تقریباً چار انگل جو پہونچے سے لیکر کلائی کے بالائی حصہ تک گوشت میں پوشیدہ نہیں ہے لیکن اس کے برخلاف دوسری شریانوں میں کوئی نہ کوئی خرابی مانع ہے۔ یعنی کہیں تو یہ گوشت سے پوشیدہ ہے اور کہیں کوئی دوسری وجہ موجود ہے۔

(۲) شریان مذکورہ بخارات اور دخانات سے خالی ہوتی ہے لیکن اس کے برخلاف دوسری شریانیں مثلاً کنپٹی کی شریانیں اور گردن کی شریانیں یہ اکثر بخارات اور دخانوں سے بھری ہوتی ہیں۔

لیکن

ہمارے نزدیک شریک مذکور کو اختیار کرنے کی یہ وجہ بہت ہی قابل غور ہے کیونکہ تمام

شرائین کا منبع ایک ہی عضو (قلب) ہے اور اس کا ثابت کرنا آسان نہیں ہے کہ کلائی کی شریان میں بخارات اور دخانات نہیں ہوتے اور سر اور گردن کی شریانوں میں یہ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

(۳) کلائی کی شریان کافی کشادہ اور کافی لمبائی میں محسوس کی جاسکتی ہیں جس سے قلب کی حالت کا بخوبی چل جاتا ہے۔

طبیب کیلئے نبض دیکھنے کی ہدایات

(۱) طبیب کے لئے لازم ہے خود تندرست توانا اور چست اور معتدل مزاج ہو۔

(۲) طبیب نبض دیکھتے وقت مریض کا ہاتھ پہلو پر رکھے۔

(۳) جب مریض کا ہاتھ طبیب کے ہاتھ میں ہو تو وہ نہ چت ہو نہ الٹا ہو بلکہ پہلو پر ہو یعنی کھڑا ہوا اور اوپر کی طرف انگوٹھا ہو اور نیچے چھوٹی انگل ہو۔

یادداشت

ہاتھ پہلو پر رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ہاتھ چت یا اوندھا ہونے کی صورت میں نبض کی چوڑائی، بلندی اور اسکا شرف بڑھ جاتا ہے اور لمبائی گھٹ جاتی ہے۔

خصوصاً یہ حالت لاغروں میں نمایاں ہوتی ہے اس کے برعکس اگر ہاتھ سیدھا یا چت ہو تو بلندی اور لمبائی بڑھ جاتی ہے اور چوڑائی کم ہو جاتی ہے۔

(۲) یہ بھی ضروری ہے کہ نبض ایسے وقت دیکھی جائے جبکہ صاحب نبض (مریض) غصہ، غمی، خوشی، لذت و مسرت اور ریاضت اور تمام انفعالات نفسانیہ سے خالی ہو اس کا

شکم نہ اتنا پر ہو کر بوجھل ہو رہا ہو اور نہ بھوک کی حالت میں ہو نیز وہ اپنی کسی عادت کو نہ چھوڑے ہوئے ہو اور نہ اس نے کوئی نئی عادت پیدا کرلی ہو کیونکہ ان تمام امور سے مزاج نبض میں اختلاف عظیم پیدا ہو جائے گا (شیخ الرئیس)

(۳) یہ امر بھی ضروری ہے کہ نبض دیکھتے وقت اس کا مقابلہ اور امتحان بہترین اور معتدل شخص کی نبض سے کیا جائے تاکہ نبض معتدل اور غیر معتدل کا باہمی اندازہ قائم کیا جاسکے (شیخ الرئیس)

(۴) مریض کے دائیں جانب نبض طبیب اپنے دائیں ہاتھ سے دیکھے، اور بائیں ہاتھ کی نبض بائیں ہاتھ سے دیکھے۔

(۵) دائیں ہاتھ سے دائیں نبض کو ذرا دیر تک دیکھا جائے کیونکہ دائیں ہاتھ کی حس نسبتاً ذکی اور تیز ہے۔

(۶) طبیب نبض دیکھتے وقت اپنے دوسرے ہاتھ کو سہارا کے لئے مریض کے ہاتھ کے نیچے رکھے تاکہ مریض ہاتھ کو اٹھانے سے تھک نہ جائے اس کا خیال خاص طور پر کمزور اور ناتواں مریض میں زیادہ رکھا جائے۔

(۷) طبیب نبض دیکھتے ایسے تمام عوارض بدنیہ و نفسانیہ سے خالی ہو جو اس کی توجہ کو کم کرنے والے اور دوسرے طرف پھیرنے والے ہوں۔ مثلاً غصہ، خوشی، بھوک، پیاس، نیند سے اونگھ نہ رہا ہو کیونکہ معالج کو معتدل المزاج اور سلیم الذہن اور صحیح الطبع ہونا ضروری ہے۔

(۸) طبیب کی انگلیاں کھردرے کاموں کی وجہ سے کھردری نہ ہوگئی ہوں بلکہ ان کا بشرہ ملائم اور نازک ہو تاکہ وہ ذکی الحس ہوں اور بخوبی احساس کرسکیں۔

(۹) طبیب کے ذہن میں وہ تمام باتیں موجود ہوں جن سے نبض میں تغیرات پیدا ہو سکتے ہیں مثلاً اختلاف، ممالک، مختلف ہوائیں، سرد ماحول سے گرم ماحول میں چلا جانا وغیرہ۔

(۱۰) نبض قوی کو زور سے دبا کر دیکھا جائے تا کہ اس کا زور معلوم ہو سکے کہ کس قدر دبانے سے معلوم ہوتی ہے نبض ضعیف کو معمولی دباؤ سے محسوس کیا جائے ورنہ زیادہ دباؤ سے نبض معدوم ہو جائے گی۔

(۱۱) نبض دکھاتے وقت مریض اپنے ہاتھ سے کوئی کام نہ کر رہا ہو نہ کسی چیز کو اس سے اٹھائے ہوئے ہو اور نہ اس ہاتھ سے کسی چیز پر سہارا لگائے ہوئے ہو اس کے علاوہ ہاتھ اور بازو بندھے ہوئے بھی نہ ہوں جیسا کہ ہیضہ کے مریض کے بازو کندھے کے قریب کپڑے سے باندھ دیتے ہیں۔

اگر کلائی پر گھڑی ہو یا بازو بند ہو یا کوئی تنگ زیور (چوڑیاں وغیرہ) پہنی ہوں تو اسے ڈھیلا کر دیں۔

(۱۲) طبیب مریض کے پاس جاتے ہی یا طبیب کے پاس مریض کے آتے ہی نبض دیکھنی شروع نہ کر دے بلکہ اسے دیر تک حالات مرض کے متعلق سوالات کرے اور باتوں میں لگا کر اسے مانوس کر دے کیونکہ طبیب جب مریض کے پاس پہنچتا ہے تو اس میں ایک قسم کی ہیجانی کیفیت ہوتی ہے اسی طرح مریض کے حالات وخیالات گاہے طبیب کے رعب داب سے متغیر ہو جاتے ہیں بعض مریضوں میں طبیب کے پہنچنے سے فرحت وانبساط حاصل ہوتا ہے اور گاہے شرم اور خوف طاری ہو جاتا ہے۔

پس اگر ان حالات میں بغیر توقف کئے اور مریض کی تشخیص کی طرف راغب

کئے بغیر نبض دیکھی جائے گی تو اس کے باطنی حالات پیدا ہونے کی وجہ سے قلب کی حرکات میں اختلاف واقع ہو جائیگا۔

(۱۳) عورتیں صنف نازک ہونے کی وجہ سے زیادہ دیر تک نبض نہیں دکھا سکتیں خصوصاً نوجوان طبیب کو ورنہ طبیب کا ایک نوجوان لڑکی کا دیر تک ہاتھ پکڑے رکھنا طبیب پر بدنیتی کا الزام لگنے کا خطرہ ہوگا جس سے بلاوجہ طبیب بدنام ہو سکتا ہے۔

نبض دیکھنے کا طریقہ

معالج یا طبیب اپنی چار انگلیاں مریض کی کلائی کے اس طرف رکھے جس طرف کلائی کا انگوٹھا ہو اور شہادت کی انگلی پہنچے کی ہڈی کے ساتھ نیچے کی طرف ہو اور پھر شریان کی حرکت کا احساس کرے۔

نبض میں درج ذیل چھ حقائق کا احساس ہوگا جنہیں ہم نے شرائط قرار دیا ہے۔(۱) مقام نبض (۲) مقدار نبض (۳) حجم نبض (۴) رفتار نبض (۵) قرع نبض قوام نبض۔

اب ان کی مختصر تشریح کرنے سے قبل یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ قانون مفرد اعضاء نبض کی دو اقسام تسلیم کرتا ہے۔ مثلاً مفرد نبض، مرکب نبض۔

مفرد نبض کیا ہے؟

چونکہ قانون مفرد اعضاء جسم انسان میں تین حیاتی مفرد عضو (دل جگر دماغ) تسلیم کرتا ہے لہٰذا نبض میں چونکہ دل جگر دماغ کی حالت کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اس لئے ہر حیاتی مفرد اعضاء کی الگ الگ نبض محسوس کی جائے گی اور یہ ہر ایک مفرد نبض

مفرد نبض

دل	جگر	دماغ
عضلاتی نبض	غدی نبض	اعصابی نبض

کہلائے گی جسے قانون مفرد اعضاء میں دل کی نبض کو عضلاتی نبض، جگر کی نبض کو غدی نبض اور دماغ کی نبض کو اعصابی نبض کہا جاتا ہے۔

یادداشت قارئین آپ یہ تو جانتے ہیں کہ حیاتی مفرد اعضاء جہاں خود بھی کام کرتے ہیں وہاں انہوں نے اپنی سہولت کیلئے سارے جسم میں اپنے جیسے اعمال کرنے کیلئے مخصوص کارکن اور خادم رکھے ہوئے۔ مثلاً

دل نے دو قسم کے عضلات (اردی عضلات وغیر ارادی عضلات) رکھے ہوئے ہیں چونکہ دل خود حرکت میں رہتا ہے اس لئے دل حرکات کے تمام افعال انہی عضلات سے انجام دلاتا ہے قانون مفرد اعضاء میں اسی تناسب سے قلب کا اظہار لفظ عضلاتی کہہ کر کیا جاتا ہے۔

اسی طرح دماغ نے دو قسم کے اعصاب خبر رساں اعصاب اور حکم رساں اعصاب رکھے ہوئے ہیں چونکہ دماغ نے جسم کے ہر حصہ سے آئی ہوئی اطلاعات پر احکامات جاری کرنے ہوتے ہیں اسلئے دماغ ان سے ایک طرف اطلاعات وصول کرتا ہے دوسری طرف حکم رساں اعصاب کے ذریعہ اپنے احکامات پر عملی جامہ پہنانے کیلئے دل کو بھیجتا رہتا ہے۔ قانون مفرد اعضاء میں جب بھی دماغ کے کسی فعل کا اظہار کرنا ہوتا ہے تو لفظ اعصابی کہہ کر کیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جگر کے بھی

دو خادم ہیں جو غدد کے نام سے مشہور ہیں انہیں غدد جاذبہ اور غدد ناقلہ کہتے ہیں چونکہ جگر کا کام باہر سے آئی ہوئی غذا کو اپنے ماتحت غدد کے ذریعے تحلیل کرنا اور فاضل مادہ کو جسم سے خارج کرنا ہے۔ اس لئے جب بھی جگر کے کسی فعل کا اظہار کیا جاتا ہے تو اسی مناسبت سے لفظ غدی کہہ کر کیا جاتا ہے۔

نتیجہ بحث

مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ جب ہم بھی دل کے کسی فعل کا اظہار کریں گے تو دل کی جگہ لفظ عضلاتی پکاریں گے لیکن دل کے فعل کی تخصیص کیلئے قانون مفرد اعضاء کے بنیادی اصطلاحاتی تحریک تحلیل میں سے کسی ایک کو ساتھ بول کر کریں گے۔

مثلاً اگر قلب کے فعل میں تیزی اور شدت آگئی ہے تو اسے ہم عضلاتی تحریک کہیں گے اگر دل پر ضعف کا غلبہ ہوگا تو اسے ہم عضلاتی تحلیل کہہ کر پکاریں گے اسی طرح جب قلب کے فعل میں سستی ہوگی تو عضلاتی تسکین کہیں گے۔

دماغ کے کسی فعل کے اظہار کیلئے لفظ اعصاب مخصوص ہے دماغ میں اگر تیزی اور چستی ہوگی تو اس کی حالت کے اظہار کیلئے اعصاب کے ساتھ تحریک کا لفظ لکھیں گے جو قانون مفرد اعضاء میں اعصابی تحریک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

جب دماغ کے فعل میں ضعف ہو جاتا ہے تو اسے اعصابی تحلیل کہتے ہیں لیکن اگر دماغ بالکل سست اور کند ہو گیا ہو تو اس حالت کے اظہار کیلئے اعصاب کے ساتھ تسکین کا لفظ لکھنا پڑتا ہے۔

بالکل یہی صورت جگر کے افعال کے اظہار میں اختیار کی جاتی ہے مثلاً اگر جگر کے فعل میں تیزی اور شدت آگئی ہو تو اس حالت کے اظہار کے لئے غدی تحلیل اور غدی تسکین لکھنا پڑتا ہے۔

چونکہ نبض میں بھی دل جگر دماغ کی حالتیں پرکھی جاتی ہیں اس لئے اگر دل کی نبض محسوس ہوگی تو عضلاتی تحریک کی نبض کہلائے گی اگر جگر کے فعل میں تیزی محسوس ہوگی تو غدی نبض کہلائے گی اسی طرح اگر دماغ کے فعل کا اظہار ہوگا تو وہ اعصابی نبض کہلائے گی۔

مرکب نبض

اوپر کی سطور پر میں نے مفرد نبض کی تشریح توضیح کی ہے جو افہام وتفہیم کی حد تک تو صحیح ہے لیکن چونکہ اس کائنات میں مفرد کوئی شے پائی نہیں جاتی جو کچھ ہمیں نظر آتا ہے وہ مرکب ہی نظر آتا ہے اگر کوئی شے مفرد نظر آتی ہے تو حقیقت میں وہ بھی مرکب ہی ہوتی ہے۔ مثلاً سنڈھ اجوائن، کچلہ، فولاد، بے شک مفرد ادویہ میں شمار ہیں لیکن اگر ان کے مزاج کو پرکھا جائے تو وہ بھی دو دو کیفیات سے خالی نہیں ہیں مثلاً سنڈھ کا مزاج گرم تر کچلہ کا مزاج خشک گرم فولاد خشک سرد مزاج کا حامل ہیں۔

اسی طرح علامات بھی دو دو کیفیات سے خالی نہیں مثلاً یرقان اصفر کا مزاج غدی عضلاتی گرم خشک، نمونیہ عضلاتی اعصابی خشک سرد، دست اعصابی عضلاتی تر سرد، پیچش گرم خشکی غدی عضلاتی مزاج میں ہوا کرتی ہے۔

اسی اخلاط میں بلغم تر سرد، صفرا گرم خشک وغیرہ مزاج کی حامل ہیں، جب یہ حقیقت ہے کہ ادویہ اغذیہ علامات وامراض وغیرہ سبھی مرکب ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ نبض مفرد ہوتی ہے۔

قارئین یاد رکھیں اس کائنات میں جو کچھ بھی پایا جاتا ہے وہ مرکب ہے اس دنیا بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ہی مفرد ہو سکتی ہے اس کے علاوہ ہم کسی بھی شے کو پرکھیں وہ مرکب ہی ہوگی۔

نتیجہ بحث

مندرجہ بالا سطور کی بحث سے یہ نتیجہ خود بخود سامنے آرہا ہے کہ نبض مرکب ہی ہو سکتی ہے مفرد نہیں۔

مرکب نبضوں کی تعداد صرف چھ ہے

چونکہ دل جگر دماغ باوجود مفرد اور الگ الگ ہونے کے دوسرے مفرد اعضاء کے بغیر کچھ معنی نہیں رکھتے ان کے افعال دوسرے اعضاء کے افعال کے ساتھ لازم وملزوم ہیں دوسرے معنوں میں یوں سمجھ لیں کہ ان کی حیات دوسرے مفرد اعضاء کی حیات سے لازم وملزوم ہے ان میں سے کوئی بیمار ہو جائے تو دوسرے مفرد اعضاء بھی تعلق کی وجہ سے کمزور یا بیمار ہو جاتے ہیں ان میں سے اگر کوئی عضو مر جائے تو دوسرے بھی لازمی تعلق کی وجہ سے مر جاتے ہیں لہٰذا ذہن نشین کر لیں کہ اگر دل میں تحریک وتیزی ہوگی تو یہ جاننا ضروری ہوگا کہ دل کا تعلق اب دماغ کے ساتھ ہے یا جگر کے ساتھ ہے اگر دماغ کے ساتھ ہے تو اس تحریک کی نبض کا نام

عضلاتی اعصابی ہوگا۔ اگر تعلق جگر کے ساتھ ہوگا تو اس تحریک کا نام عضلاتی غدی ہوگا۔

اسی طرح اگر جگر میں تحریک وتیزی ہوگی تو طبیب کے لئے یہ جاننا ضروری ہوگا کہ جگر کا تعلق اب دل کے ساتھ ہے یا دماغ کے ساتھ ہے اگر دل کے ساتھ ہے تو اس حالت اور تحریک کا نام غدی عضلاتی ہوگا اگر دماغ کے ساتھ معلوم ہو تو اس تحریک و نبض کا نام غدی اعصابی کیا جائے گا۔

بالکل اسی طرح اگر دماغ میں تحریک ہوگی تو یہ جاننا ضروری ہوگا کہ اب دماغ کا تعلق جگر کے ساتھ ہے یا دل کے ساتھ، اگر جگر کے ساتھ ثابت ہوگا تو اعصابی غدی تحریک ہوگی اگر دل کے ساتھ ہو تو اسے اعصابی عضلاتی تحریک کہیں گے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ اگر مفرد نبضیں تین ہیں تو مرکب نبضوں کی تعداد دل جگر، دماغ کے ایک دوسرے سے لازمی تعلق کی وجہ سے چھ ہوگی اور بس۔

قانون مفرد اعضاء کا کمال

قانون مفرد اعضاء کا کمال یہ ہے کہ اس نے نبضوں کی لاتعداد اقسام کو سمیٹ کر کم سے کم تین اور زیادہ سے زیادہ چھ اقسام میں بند کر دیا ہے اب آئندہ چھ سے زیادہ نبضیں تحقیق نہیں ہوسکیں گی۔

جہاں تک متقدمین اطباء کی بتائی ہوئی ۲۵ سے زیادہ نبضوں کا تعلق ہے وہ بھی ان چھ نبضوں میں ضم کردی گئی ہیں جس سے نبض کو بھی آپ ان میں سے نکالنا چاہئیں قانون مفرد اعضاء کا ماہر نہ صرف یہ بتائے گا کہ یہ کس مفرد عضو کا نتیجہ ہے بلکہ

یہ بھی ثابت کردے گا کہ یہ عضلاتی اعصابی ہے یا عضلاتی غدی ہے یا غدی عضلاتی ہے یا غدی اعصابی ہے۔

مفرد و مرکب نبضوں کا خاکہ

دل	جگر	دماغ
مفرد نبض	مفرد نبض	مفرد نبض
عضلاتی نبض	غدی نبض	اعصابی نبض
مرکب	مرکب	مرکب
عضلاتی اعصابی نبض، عضلاتی غدی نبض	غدی عضلاتی نبض، غدی اعصابی نبض	اعصابی غدی نبض، اعصابی عضلاتی نبض

مفرد نبض دیکھنے کا طریقہ

اگرچہ نبض کا کلی حکم نبض میں چھ شرائط (حقائق) ۱۔مقام، ۲۔مقدار ۳۔حجم، ۴۔رفتار، ۵۔قرع، اور قوام دیکھ پرکھ کر ہی لگایا جاسکتا ہے۔ جن کی تفصیل آگے درج کررہا ہوں یہاں صرف مقام نبض کے لحاظ سے مفرد و مرکب نبضوں کی تشریح کرنا چاہتا ہوں۔

مفرد نبض یاد رکھیں کہ نبض کے ہمیشہ تین مقام ہوتے ہیں۔ مثلاً (۱) جو نبض انتہائی گہری محسوس ہوگی وہ طب یونانی میں منخفض اور قانون مفرد اعضاء میں اعصابی

نبض کہلاتی ہے۔

۲۔ جو نبض بالکل اوپر محسوس ہو وہ طب یونانی میں مشرف اور قانون مفرد اعضاء میں عضلاتی نبض کہلاتی ہے۔

۳۔ جو ان دونوں کے درمیان محسوس ہوگی وہ طب یونانی میں معتدل اور قانون مفرد اعضاء میں غدی نبض کہلاتی ہے۔

مرکب نبض دیکھنے کا طریقہ

اگر کسی مریض کی نبض بالکل اوپر ہو لیکن رفتار میں تیز نہ ہو حجم میں پتلی ہو بالہ ہوا سے پھولی ہوئی اور چار انگلی کے نیچے بخوبی محسوس ہوتی ہو وہ نبض عضلاتی اعصابی ہوگی۔ اگر یہی نبض ۴ انگلی سے زیادہ اور بالکل اوپر اور رفتار میں تیز اور حجم میں قدرے کم اور قدرے سخت محسوس ہو ایسی نبض عضلاتی غدی کہلاتی ہے۔

اسی طرح اگر نبض قدرے گہرائی میں تین انگلی کے نیچے معلوم ہو لیکن حجم میں قدرے موٹی البتہ رفتار میں سست ہو ایسی نبض غدی عضلاتی کہلاتی ہے۔

اگر یہی نبض تین انگلی کے نیچے محسوس ہو لیکن حجم میں پتلی ہو چکی ہو اور رفتار میں سست ہو تو ایسی نبض غدی اعصابی کہلاتی ہے۔

علیٰ ہذا القیاس جب نبض بہت ہی گہری ہو چکی ہو حجم میں موٹی اور پھولی ہوئی ہو اور نرم محسوس ہو دو انگلی کے نیچے مشکل ہو ایسی نبض اعصابی غدی کہلاتی ہے لیکن اگر نبض گہرائی میں ہونے کے باوجود تین انگلی کے نیچے پھولی ہوئی اعصابی غدی کی نسبت قدرے تیز محسوس ہو وہ اعصابی عضلاتی نبض کہلاتی ہے۔

شرائط نبض کی اہمیت و ضرورت

اب تک آپ کا نبض کی ماہیت حقیقت اور نبض کا مفرد اعضاء اور اخلاط سے تعلق اور نبض دیکھنے کا طریقہ سمجھایا گیا ہے لیکن نبض پر مہارت حاصل کرنے کیلئے جب تک آپ ان چھ شرائط کو نبض پر نہ رکھیں گے اس وقت تک آپ نہ ماہر نباض بن سکتے ہیں نہ یقینی حکم لگا سکتے ہیں لہٰذا شرائط نبض اور ان کی تشریح حاضر ہے انہیں بار بار پڑھیں اور بار بار مریضوں میں دیکھیں جب آپ ان پر عبور حاصل کرلیں گے تو انشاء اللہ نبض کے ذریعے تشخیص میں کبھی خطا نہیں کھائیں گے۔

طب یونانی کی اجناس نبض کا انضمام

طب یونانی میں نبض کی دس جنسیں مقرر کی گئی ہیں جو ان شرائط کے تحت بخوبی دیکھی جا سکتی ہیں اس کے علاوہ مخصوص قسم کی نبضیں جو پینتالیس کے قریب ہیں ان چھ شرائط میں ضم کردی ہیں۔

مثلاً جو نبض عظیم و قصیر ہے وہ طویل کا دوسرا نام ہے یہ قانون مفرد اعضاء میں مقدار نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے یعنی عظیم و لمبی نبض عضلاتی نبض اور قصیر و چھوٹی نبض کو اعصابی نبض کہا جاتا ہے۔

اسی طرح نبض رفتار نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے بالکل یہی صورت لین اور صلب کی ہے اسے ہم قوام نبض کے تحت دیکھتے ہیں۔

چھ اہم شرائط جو نبض دیکھتے وقت محسوس کی جاتی ہیں

مقام ___ مقدار ___ حجم ___ رفتار ___ قرع ___ قوام

ظاہری تشریح شرائط نبض

مقام — مقدار — حجم

مقام			مقدار			حجم		
اوپر	درمیانی	نیچے	لمبی	درمیانی	چھوٹی	موٹی	درمیانی	پتلی
عضلاتی	غدی	اعصابی	عضلاتی	غدی	اعصابی	اعصابی	غدی	عضلاتی

رفتار — قرع (ٹھوکر) — قوام

رفتار			قرع (ٹھوکر)			قوام		
تیز	معتدل	ست	قوی	معتدل	ضعیف	سخت	معتدل	نرم
عضلاتی	غدی	اعصابی	عضلاتی	غدی	اعصابی	عضلاتی	غدی	اعصابی
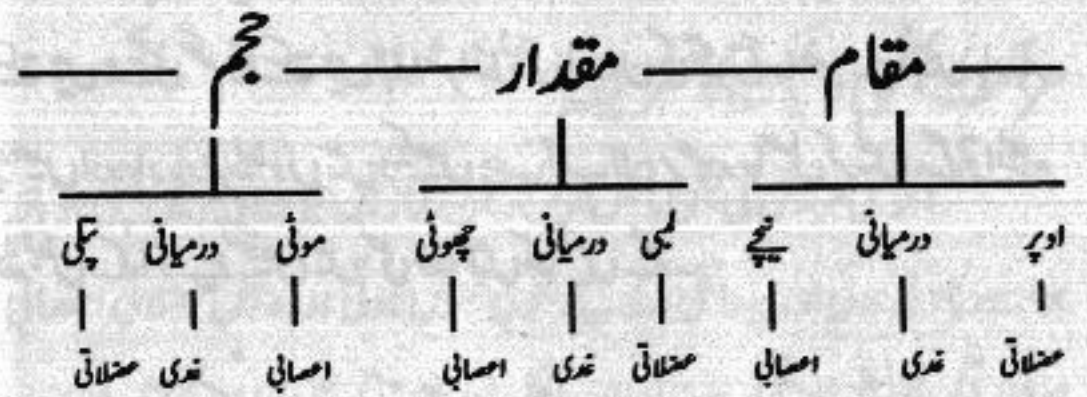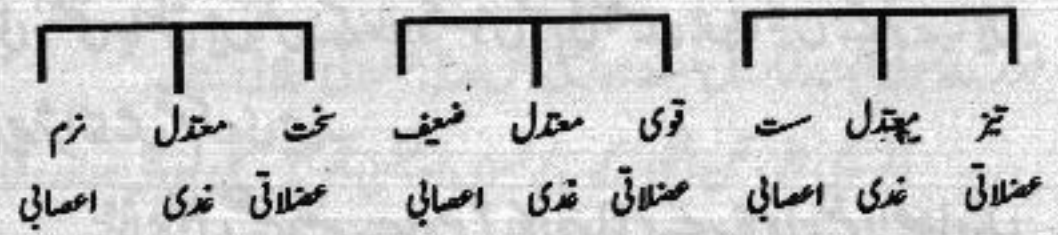
مندرجہ بالا شرائط کے تحت قانون مفرد اعضاء اور طب یونانی کی تمام نبضیں دیکھی اور پرکھی جاسکتی ہیں۔

باطنی تشریح مقامات نبض

مقام نبض

جب بھی کسی مریض کی نبض دیکھی جاتی ہے یا تو وہ ہاتھ لگاتے ہی اوپر معلوم ہوتی ہے یا کم وبیش دباؤ دینے سے اس کی ٹھوکروں کا احساس ہوتا ہے ہم نے اس حالت کے اظہار کا نام، مقام نبض رکھا ہے۔ طب یونانی میں نبض مقام سے دیکھی جاتی ہے اس کا نام مشرف ومنخفض اور معتدل ہے۔

مشرف	**اوپر عضلاتی**
معتدل	**درمیانی غدی**
منخفض	**نیچے اعصابی**
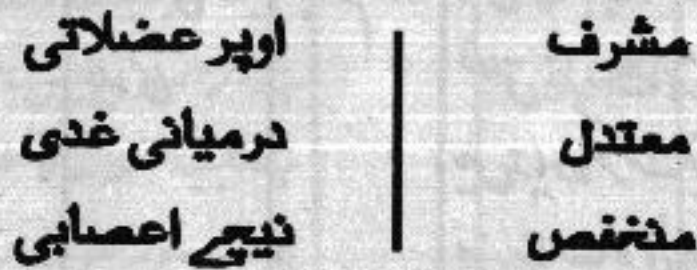
مشرف (بلند): وہ نبض ہے جو ہاتھ لگاتے ہی اوپر معلوم ہو یہ قانون مفرد اعضاء میں عضلاتی نبض ہے۔

منخفض (پست): وہ نبض ہے جو کافی دباؤ دینے سے نیچے ہڈی پر معلوم ہو یہ قانون مفرد اعضاء میں اعصابی نبض کہلاتی ہے۔

معتدل: وہ نبض ہے جو مشرف اور منخفض کے درمیان معلوم ہو قانون مفرد اعضاء میں یہ نبض غدی نبض کہلاتی ہے۔

(۲) مقدار نبض

مقدار سے مراد کسی چیز کی لمبائی چوڑائی اور گہرائی معلوم کرنا ہوتا ہے لیکن یہاں مقدار نبض سے مراد اس کی لمبائی اور چوڑائی معلوم کرنا ہے اونچائی یا گہرائی

بقیہ 69 پر

نبض کی تشریح

نمبر شمار	نام نبض طب یونانی	تحریکات قانون مفرد اعضا	اخلاط سے تعلق	تشریح
۱ اعصابی نبض	منخفض	اعصابی غدی	بلغم	چونکہ اعصابی نبض سب سے نیچے ا غدی نبض اس کے اوپر ہوتی ہے اس لئے جب اعصاب کی تحریک کا تعلق غدد سے ہوتا ہے تو یہ نبض گہرا میں زیادہ حرکت میں سست اور موٹا میں نہایت موٹی ہوتی ہے یہ نبض گہر ہونے کی وجہ سے ایک انگلی پر دباؤ دینے سے محسوس ہوتی ہے۔ اس نبض میں قار کا رنگ سفید زردی مائل ہوتا ہے۔
	منخفض	اعصابی عضلاتی	بلغم	جب اعصاب ودماغ کا تعلق جگر سے ہٹ کر عضلات سے ہو جائے تو اس وقت نبض قلب کے تعلق کی وجہ سے قدرے اوپر آ جاتی ہے اور دو انگلیوں تک محسوس ہوتی ہے۔ لیکن پہلی یعنی اعصابی غدی کی نسبت تیز ہوتی ہے اور موٹائی میں زیادہ پھیلا محسوس ہوتا ہے

نمبر شمار	نام نبض طب یونانی	تحریکات قانون مفرد اعضا	اخلاط سے تعلق	
				جیسے پانی سے بھری ہوئی ہو معمولی دباؤ سے دب جاتی ہے۔ بعض حالتوں میں نبض اوپر ہوتی ہے۔ اگر اسے ادھر ادھر حرکت دی جائے تو ڈھیلی رسی کی طرح ادھر ادھر ہو سکتی ہے۔ اس میں قارورہ کا رنگ سفید ہوتا ہے۔
۲ عضلاتی نبض	مشرف	عضلاتی اعصابی	سودا	جیسا کہ اوپر کے نوٹ میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ عضلاتی نبض بالکل اوپر ہوتی ہے۔ جب عضلات کا تعلق اعصاب سے ہوتا ہے۔ تو یہ نبض رفتار میں تیز اور ریاح سے پُر ہوتی ہے۔ اعصابی تعلق کی وجہ سے جسمی طور پر قدرے موٹی لیکن حرکت میں تیز ہوتی ہے ہاتھ رکھتے ہی تین انگلیوں تک محسوس ہوتی ہے۔ اس میں قارورہ کا رنگ ہلکا سرخ ہوتا ہے۔
	مشرف	عضلاتی غدی	سودا	چونکہ یہ خالص عضلاتی نبض ہے۔ اس لئے جب اس کا تعلق اعصاب سے ہٹ کر غدد و جگر سے ہو جاتا ہے تو یہ نبض حرکت میں انتہائی تیز جسمی طور پر پتلی اور باریک معلوم ہوتی ہے۔ شریانوں میں تیزی کی وجہ سے سختی اور تنگی ہوتی ہے۔ ادھر ادھر

نمبر شمار	نام نبض طب یونانی	تحریکات قانون مفرد اعضاء	اخلاط سے تعلق	
				حرکت نہیں کر سکتی۔ ہاتھ رکھنے ہی چار انگلیوں سے بھی کراس کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ قارورہ کا رنگ سرخ زردی مائل ہوتا ہے۔
۲ غدی نبض	معتدل	غدی عضلاتی	صفراً	جب غدد و جگر کا تعلق عضلات سے ہو جاتا ہے تو یہ نبض عضلاتی غدی کی نسبت گہرائی میں آنا شروع ہو جاتی ہے چونکہ اس نبض میں غدد کا تعلق عضلات سے ہوتا ہے اس لئے یہ نبض حرکت میں قدرے تیز ہوتی ہے۔ عضلاتی نبض کی نسبت معمولی سا دباؤ دینے سے معلوم ہوتی ہے۔ ہاتھ رکھنے سے چار انگل سے تین تک محسوس ہوتی ہے۔ قارورہ کا رنگ زرد سرخی مائل ہوتا ہے۔
	معتدل	غدی اعصابی	صفراً	اس نبض میں غدد کا تعلق عضلات سے ہٹ کر اعصاب سے ہو جاتا ہے۔ یہ خالص غدی نبض ہے۔ اس میں عضلات میں انتہائی تحلیل ہو کر شریانیں پھیل جاتی ہیں۔ اور نبض عضلاتی تحریک کی وجہ سے حرکت میں سست اور موٹی ہے۔ چھونے سے بالکل درمیان میں تین انگلیوں کے نیچے محسوس ہوتی ہے

بقیہ 65 سے آگے۔

کا تعلق مقام نبض سے ہے طب یونانی میں لمبائی اور چوڑائی کے تحت جو نبض دیکھی جاتی ہے اس کے یہ نام دیئے گئے ہیں۔

(۱) طویل، قصیر، معتدل (۲) عریض، ضیق، معتدل۔

طویل (لمبی): وہ نبض جس کے اجزاء معتدل شخص کی نسبت لمبائی میں زیادہ معلوم ہوں قانون مفرد اعضاء میں یہ عضلاتی نبض کہلاتی ہے۔

قصیر (چھوٹی): یہ نبض طویل کی متضاد ہے یہ ایک دو انگلیوں پر بڑی مشکل سے محسوس ہوتی ہے یہ اعصابی نبض کہلاتی ہے۔

معتدل: یہ نبض طویل اور قصیر دونوں کے درمیان واقع ہوتی ہے لمبائی دو سے تین انگلیوں پر تھوڑا سا دباؤ دینے پر معلوم ہوتی ہے۔

طویل نبض

معتدل نبض

قصیر نبض
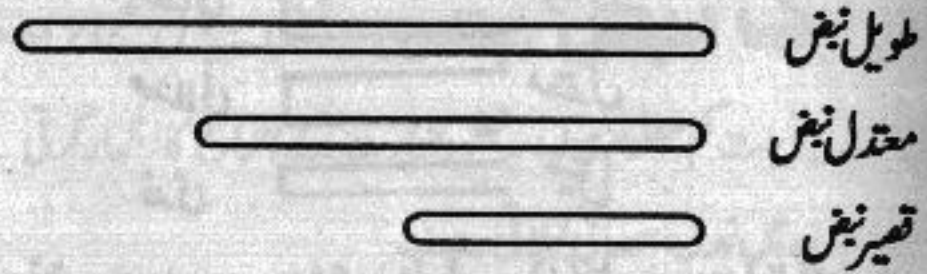
جانچنے کا معیار

چونکہ نبض انگلیوں سے دیکھی جاتی ہے اسلئے طوالت، قصیر اور معتدل کو جانچنے کیلئے انگلیاں ہی معیار مقرر کی گئی ہیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ نبض دیکھنے میں جو چار انگلیاں استعمال کی جاتی ہیں وہی اس مقصد کیلئے معیار بھی ہیں۔

مثلاً نبض کی لمبائی ان چار انگلیوں تک یا اس سے بھی گزرتی ہوئی محسوس ہو تو ہم ایسی نبض کو طویل کہیں گے اگر اس کی طوالت دو تین انگلیوں تک ہے تو یہ معتدل

کہلائے گی اگر دو سے کم ہو جائے تو یہ قصیر کہلائے گی۔

عریض (چوڑی)

وہ نبض ہے جس کی چوڑائی معتدل شخص کی نسبت زیادہ محسوس ہوتی ہے اعصابی نبض کہلاتی ہے۔

ضیق (تنگ)

یہ نبض عرض کی کمی کا اظہار کرتی ہے یہ غدی نبض کہلاتی ہے۔

معتدل وہ نبض ہے جو عریض اور ضیق کے درمیان معلوم ہو یہ عضلاتی نبض کہلاتی ہے۔

اعصابی	عریض
عضلاتی	معتدل
غدی	ضیق

یادداشت: نبض دو اسباب سے چوڑی ہوا کرتی ہے (۱) رطوبت سے (۲) ہوا سے اور ضیق دو اسباب سے باریک ہوا کرتی ہے (۱) خشکی سے (۲) حرارت کی کمی سے۔

جانچنے کا معیار

نبض پر چاروں انگلیاں اس طرح رکھیں کہ وہ اپنے سروں پر کھڑی ہو جائیں پھر ان کے پوروں کے سروں سے نبض کا احساس کریں اگر نبض کی چوڑائی نصف پورے کی چوڑائی سے زیادہ ہو تو نبض عریض ہے اگر نصف پورے تک ہے تو معتدل اور اگر نصف سے کم ہے یا چوتھائی کے برابر ہے تو ضیق ہو گی۔

(۳) حجم نبض

جب کسی مریض کی نبض ہم دیکھتے ہیں یا تو وہ نبض بہت موٹی محسوس ہوتی ہے یا بہت باریک یا ان دونوں کے درمیان، ایسی نبض کو قانون مفرد اعضاء میں حجم کہتے ہیں۔

موٹی نبض:۔ وہ نبض جس کے اجزاء معتدل شخص کی نبض کی موٹائی سے زیادہ محسوس ہوتے ہیں یہ نبض رطوبات کی زیادتی کی وجہ سے پھول جاتی ہے اور بہت موٹی معلوم ہوتی ہے یہ اعصابی نبض ہے۔

باریک نبض (پتلی) وہ نبض ہے جس کے اجزاء معتدل شخص کی نبض کی نسبت کم معلوم ہوں یہ نبض حرارت کے اخراج کا اظہار کرتی ہے قانون مفرد اعضاء میں غدی اعصابی کہلاتی ہے۔

معتدل:۔ وہ نبض جو موٹی اور باریک کے درمیان محسوس ہو یہ حرارت اور رطوبت کے اعتدال کو ظاہر کرتی ہے۔

اعصابی	موٹی
عضلاتی	معتدل
غدی	باریک

(۴) قرع نبض

یہ حقیقت ہے کہ جب بھی ہم کسی مریض کی نبض دیکھتے

ہیں تو وہ کم و بیش قوت کے ساتھ انگلیوں کے پوروں پر ٹھوکر لگاتی ہے نبض کی ٹھوکروں کی قوت کو احساس کرنا قرع نبض کہلاتا ہے اس کی بھی تین اقسام ہیں (۱) قوی (۲) ضعیف (۳) معتدل۔

قوی:۔ وہ نبض ہے جو انگلی کے پوروں کے گوشت کو اس زور سے ٹھوکر لگائے کہ اس کا اثر پورے کی گہرائی تک پہنچتا محسوس ہو ایسی نبض قوت حیوانی کے قوی ہونے پر دلالت کرتی ہے قانون مفرد اعضاء میں عضلاتی نبض کہلاتی ہے۔

معتدل:۔ وہ نبض ہے جو قوی اور ضعیف کے درمیان ہو۔

جانچنے کا معیار

چار انگلیوں کی نبض پر رکھیں پھر ان کو آہستہ آہستہ دبائیں اس کے بعد معلوم کریں کہ انگلیاں نبض کو آسانی سے دبا رہی ہیں یا نبض ان کو سختی کے ساتھ دھکیل رہی ہے یہی قرع نبض ہے۔

(۵) رفتار نبض جب بھی کسی مریض کی نبض دیکھی جاتی ہے تو انگلیوں کو نبض کی چال تیز یا سست معلوم ہوتی ہے قانون مفرد اعضاء میں ایسی نبض کو جول کے تحت پہچانی جائے رفتار نبض کہتے ہیں اس کی بھی تین اقسام ہیں (۱) سریع (۲) بطی (۳) معتدل۔

سریع:۔ وہ نبض ہے جس کی حرکت تھوڑی مدت میں ختم ہو جاتی ہے یعنی رفتار میں تیز ہو یہ نبض کاربانک ایسڈ گیس (ترشہ) کی زیادتی کا اظہار کرتی ہے اور عضلاتی نبض کہلاتی ہے۔

بطی (ست): وہ نبض ہے جو سریع کے مخالف ہو یہ اس چیز کی علامت ہے کہ قلب کو ہوائے سرد کی حاجت نہیں۔

معتدل:۔ جو سریع اور بطی کے درمیان پائی جائے۔

(۶) قوام نبض (شریان کی سختی نرمی)

یہ نبض شریان کی حالت جسم کا اظہار کرتی ہے یعنی اس سے نبض کی سختی اور نرمی کا پتہ چلتا ہے اس کی تین اقسام ہیں۔

(۱) صلب (۲) لین (۳) معتدل

صُلب (سخت):۔ وہ نبض ہے جس کو انگلیوں سے دبانے پر اس میں سختی کا اظہار ہو یہ بدن کی خشکی کا اظہار کرتی ہے قانون مفرد اعضاء میں یہ عضلاتی نبض ہے۔

لین (نرم):۔ وہ نبض ہے جو صلب کے مخالف ہو یہ رطوبت کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے اور اعصابی نبض کہلاتی ہے۔

معتدل:۔ وہ نبض ہے جو سخت (صلب) اور نرم (لین) کے درمیان ہو یہ حرارت اور رطوبت، کے اعتدال کا اظہار کرتی ہے۔

نبضوں کی بالاعضاء تشریح

قارئین آپ نے نبض کو چھ شرائط کے تحت پرکھنے اور دیکھنے کی تشریح و توضیح

پڑھ کر از بر کر لی ہوگی اور عملی مشاہدہ و تجربات تو شروع کر دیئے ہوں گے انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ آپ کامیاب ہوں گے۔

صلب (عضلاتی)

معتدل (غدی)

لین (اعصابی)

نبضوں کی بالاعضا تشریح

چونکہ : آپ آج تک زیادہ تر طب یونانی کے محققین کی تحقیق کی وہ نبضوں کی تشریح تو پڑھ رہے ہیں اور ان کی ہدایات کے تحت بے شمار نبضوں کا عملی مشاہدہ کیا ہوگا لیکن آپ ان میں جو کمی محسوس کر رہے ہوں گے وہ نبض کی بالاعضاء تشریح ہے جو کسی محقق نے نہ تجربہ کی ہے نہ سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

آپ کی سہولت کیلئے چند اور ضروری نبضوں کی تشریح و توضیح قانون

مفرد اعضاء کے تحت پیش کرنے کی سعی کر رہا ہوں امید ہے یہ تشریح نہ صرف عام اطباء کے لئے مفید ہوگی بلکہ طبی کونسل فارماطب کے تحت چلنے والے طبیہ کالجوں کے طلباء واساتذہ کیلئے راہنما ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ۔

نبض بطی ست نبض، آہستہ آہستہ حرکت کرنے والی نبض، یہ ضد ہے تیز یعنی سریع کی قانون مفرد اعضاء میں ست نبض کی دو اقسام ہیں۔

ا۔ اعصابی نبض ۲۔ غدی نبض۔

یادداشت یاد رکھیں تیز نبض صرف عضلاتی اعصابی، یا عضلاتی غدی ہی ہو سکتی ہے اب ظاہر ہے کہ بطی نبض عضلاتی تو ہو نہیں سکتی۔ لامحالہ ایسی نبض اعصابی ہوگی یا غدی۔ لہٰذا جب ہم کسی مریض کی نبض بطی پائیں گے تو پھر ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ یہ نبض اعصابی تحریک کی ہے یا غدی کی۔

قارئین قانون مفرد اعضاء کو بتایا گیا ہے جب نبض کلائی کے اوپر بغیر دباؤ کے محسوس ہوگی تو یہ عضلاتی نبض کہلائے گی اور یہ چار انگل سے بھی زیادہ نبض محسوس ہوگی اگر نبض کلائی کے درمیان معمولی دباؤ دینے سے تین انگل تک محسوس ہوگی تو یہ نبض غدی کہلائے گی۔

البتہ اگر نبض کافی دباؤ سے کلائی کی گہرائی تک ۲ انگل تک محسوس ہو تو یہ نبض اعصابی ہوگی۔

یادداشت قارئین کی سہولت کے لئے انہیں یہ ہدایت بھی کر دی گئی ہے کہ

اگر نبض دیکھنے سے دل مطمئن نہ ہو تو تصدیق کیلئے مریض کا بیان اور صبح کا قارورہ دیکھ لینا چاہیے۔

1- کیونکہ اعصابی تحریک والے کا قارورہ سفید اور غدی تحریک والے کا قارورہ زرد ہوا کرتا ہے۔

2- دوسرا بڑا فرق یہ ہے کہ اعصابی تحریک والے کا قارورہ سفید آنے کے ساتھ بغیر رکاوٹ کے بار بار زیادہ مقدار میں آیا کرتا ہے اس کے برعکس غدی تحریک والے مریض کو رکاوٹ کے ساتھ تھوڑا تھوڑا کئی بار جلن کیساتھ آیا کرتا ہے یاد رکھیں قانون مفرد اعضاء میں یہ نبض رفتار کے تحت دیکھی جاتی ہے۔

دودی نبض کرم نما نبض، نبض کری، یہ نبض ایسے کرم کی طرح چلتی ہے جس طرح کرم غلاظت میں چلتا ہے یہ نبض بھی رفتار کی قسم سے ہے ایسی نبض بھی اوپر کے طریقہ سے تشخیص کی جائے گی اور اس کی تصدیق مریض کے قارورہ اور ظاہری علامات سے کی جائیگی۔

نبض حار گرم نبض وہ نبض جو انگلیوں کو گرم محسوس ہو ایسی نبض غدی تحریک کا اظہار کرتی ہے جو اس حقیقت کی مظہر ہے کہ جسم میں صفرا و حرارت ضرورت سے زیادہ بڑھ رہا ہے۔

نبض حسن الوزن اچھے وزن کی نبض وہ نبض جو عمر کے لحاظ سے ٹھیک ہو مثلاً بچوں کی جو نبض ہوتی ہے بچوں جیسی ہی ہو، جوانی کی جو نبض ہونی چاہیے ویسی

ہی ہو، بوڑھوں کی نبض میں صلابت وغیرہ ہوتی ہے اور بوڑھے مریض میں ویسی ہی پائی جاتی ہے۔

نبض خارج الوزن وہ نبض جس کا انقباض اور انبساط مساوی نہ ہو یعنی یہ نبض عمر کے اعتبار سے صحیح ظاہر نہ ہو یعنی بچے کی نبض جوانوں جیسی جوانوں کی نبض بوڑھوں جیسی اور بوڑھوں کی نبض بچوں جیسی ہو چکی ہو۔

جانچنے کا معیار نبض پر چاروں انگلیاں رکھیں اور اس کی انقباضی اور انبساطی صورت کا مطالعہ کریں نبض جب پھیلے تو اس کو حرکت انبساطی کہتے ہیں اور جب سکڑے تو اس کی حرکت انقباضی کہتے ہیں تو ان دونوں کے زمانے کا فرق اس کا وزن ہے اور بھی جاننا چاہئے کہ ہر عمر میں نبض دوسری عمر سے مختلف ہوتی ہے اسلئے ہر عمر کے انقباض اور انبساط کو ضرور مدنظر رکھیں، بچپن میں انبساط زیادہ ہوتا ہے اور بڑھاپے میں انقباض بڑھ جاتا ہے اور جوانی میں تقریباً انقباض انبساط ہوتا ہے۔

یادداشت نبض کے انقباض اور انبساط کو سمجھنے کیلئے ایک ربڑ کا ٹکڑا کسی دوسرے آدمی کو پکڑا دیں اور وہ اس کے دوسرے سرے کو پکڑ کو کھینچے اور لمبا کرے پھر اس کو ڈھیلا کر کے اپنی جگہ پر لے آئے جب وہ بار بار ایسا کرے تو آپ اپنی انگلیوں کو اس ربڑ کے ٹکڑے پر رکھ دیں اور اس کو محسوس کرنا شروع کریں کہ اس کے کھینچنے پر انگلیاں کیسا محسوس کرتی ہیں اور سکڑنے پر کیسا بالکل یہی صورت آپ کو محسوس ہوگی یہ اس کا وزن ہوگا یہی صورت آپ نے تندرست بچوں، جوانوں اور بوڑھوں میں دیکھنی

ہے پھر جب بیمار بچے جوان بوڑھے آپ کے پاس آئیں گے تو عمر کے لحاظ سے اگر نبض کا وزن درست ہوگا تو ایسی نبض حسن الوزن کہلائے گی اور اگر عمر کے لحاظ سے مختلف ہوگی تو خارج الوزن کہلائے گی۔

خالی نبض ایسی نبض جس میں نبض کے اندر خون بہت کم ہو ایسی نبض دلالت کرتی ہے قلت خون اور روح کو۔

نبض ذنب الفار چوہے کی دم کی طرح چھوٹی مقدار سے شروع ہو کر بڑی مقدار کی طرف جاتی ہے یا بڑی مقدار سے شروع ہو کر چھوٹی مقدار کی طرف آتی ہے۔

کمی سے زیادتی کی طرف موٹی ہو رہی ہے

زیادتی سے کمی کی طرف شریان اک حجم پتلا ہو رہا ہے

نوٹ: یہ نبض یعنی ذنب الفار نبض عضلاتی تحریک کا مظہر ہے جو نبض کمی سے زیادتی کی طرف بڑھ رہی ہو وہ عضلاتی غدی ہوا کرتی ہے۔

نبض دقیق وہ نبض جو عرض و عمق میں کم ہو۔

یادداشت قارئین یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ رطوبات سے نبض پھول کر موٹی ہو جاتی ہے اسی طرح حرارت سے نبض پھیل کر حجم میں بڑھ جاتی ہے لیکن

ہوا سے بھی نبض حجم میں بڑھ جاتی ہے نبض کی یہ تینوں صورتیں ممکن ہیں جن کی تمیز کرنا معالج کا اولین فریضہ ہے۔

جانچنے کا معیار

جس نبض کو چھوتے ہی ٹھنڈک محسوس ہو اور موٹی ہو وہ نبض اعصابی غدی ہوگی جو نبض چھونے سے کھردری اور خشک محسوس ہو وہ عضلاتی اعصابی ہوگی اور جو نبض چھوتے ہی گرم اور نرم محسوس ہو وہ نبض غدی عضلاتی ہوگی ان کا مزید فرق قارورہ دیکھ کر کر سکتے ہیں۔

قارئین نبض دقیق یا باریک نبض صرف اور صرف غدی اعصابی ہی ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں جب حرارت ضرورت سے زیادہ خارج ہو رہی ہوتی ہے تو نبض کا پھیلاؤ کم ہو کر (سکڑ کر) باریک یعنی پتلی ہو جاتی ہے۔

حسب دستور نبض پر چاروں انگلیاں رکھیں باریک نبض تین انگلی تک بڑی مشکل سے محسوس ہوتی ہے اور دھاگے کی طرح پتلی اور باریک محسوس ہوتی ہے تصدیق کیلئے مریض کا قارورہ ضرور دیکھ لیں زرد سفیدی مائل نظر آئے گا۔

نبض ذالفترہ: رک جانے والی نبض، وقفہ کرنے والی نبض، وہ نبض جو چند حرکات کے بعد ٹھہر کر چلے۔

یادداشت: قارئین عضلاتی تحریک میں قلب مسلسل تیز رفتار میں چلتا رہتا ہے جسے عرف عام میں طبیب حضرات اختلاج قلب بھی کہتے ہیں اس کے برعکس غدی اور اعصابی تحریکوں میں دل خفقان یا تسکین کی صورت میں چلتا ہے۔

لہٰذا ذوالفترہ نبض عضلاتی تو ہو نہیں سکتی چونکہ ذوالفترہ نبض آہستہ آہستہ چلنے کے باوجود کچھ دیر کیلئے ٹھہر کر چلا کرتی ہے اس لئے یہ نبض غدی ہوگی یا اعصابی اگر نبض فرق نہ کرسکیں کہ نبض اعصابی ہے یا غدی تو مریض کا قارورہ ضرور دیکھ لیں جسم کی حالت کا بھی معائنہ کرلیں تاکہ یقینی حکم لگایا جاسکے۔

ایک اہم نقطہ

قارئین یہاں یہ نقطہ ذہن نشین کرلیں کہ جس طرح برقی موٹر یا تیل سے چلنے والا انجن زیادہ گرم ہوکر کھڑکنے لگتا ہے اور موٹر تو اکثر کھڑ کھڑ کر جل ہو جایا کرتا ہے جس طرح موٹر یا انجن زیادہ گرم ہونے کی صورت روک دیئے جاتے ہیں اور چند منٹوں بعد سرد ہونے کے بعد چلائے جاتے ہیں۔

بالکل اسی طرح جب غدی تحریک شدید ہو جاتی ہے تو دل حرارت کی شدت سے رکنے اور وقفے کرنے لگتا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جسم میں حرارت وصفرا بہت بڑھ گیا ہے اسے غدی اعصابی یا اعصابی غدی تحریک کرکے خارج کردیا جائے تو دل وقفے کرنے لگتا ہے۔

جانچنے کا معیار حسب دستور نبض دیکھیں ذوالفترہ نبض دو تین انگلیوں پر محسوس ہوگی اور قدرے موٹی ہوگی، پانچ یا آٹھ نبضوں کے بعد یعنی ٹھوکروں کے بعد نبض ایک دم ٹھہرے گی اور کم و بیش وقفہ سے پھر باقاعدہ چلنے لگے گی پانچ سات بار حرکت کرنے کے بعد پھر وقفہ کرے گی اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔
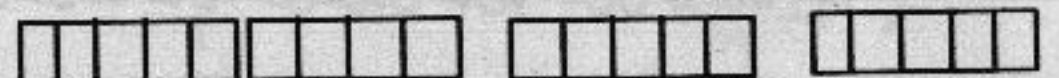
نوٹ: اگر یہ حالت مدت تک قائم رہے تو ایسا مریض خود بھی محسوس کرنے لگتا ہے جب طبیب نبض دیکھ رہا ہوتا ہے تو اکثر مریض طبیب کو بتاتے ہیں کہ اب وقفہ ہوا ہے۔

نبض سریع تیز نبض، تیز حرکت کرنے والی نبض، یہ نبض ضد ہے نبض بطی کی محققین لکھتے ہیں کہ اس قسم کی نبض شدت حرارت پر دلالت کرتی ہے۔

یادداشت طبی محققین نے سریع نبض کو شدید حرارت پر دلالت کرنے والی بتایا ہے جو حقیقت کے خلاف ہے۔

قارئین یاد رکھیں حرارت کی شدت ہر حرکتی شے میں تحلیل اور ضعف پیدا کردیا کرتی ہے جبکہ ریاح اور خشکی سے ہر حرکتی سے فعل میں تیز بلکہ ضرورت سے بھی زیادہ تیز ہو جایا کرتی ہے۔

چونکہ دل بھی ایک حرکتی مشین ہے جب اس پر حرارت کا دباؤ بڑھ جائے تو یہ گھبرا جاتا ہے اور حرکت میں سست ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس میں خفقان قلب کی صورت بھی پیدا ہو جایا کرتی ہے۔

لہٰذا مندرجہ بالا بحث سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ سریع نبض حرارت پر دلالت نہیں کرسکتی البتہ یہ حقیقت تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ یہ نبض حرکات کی وجہ سے حرارت کی پیدائش ضرور کر رہی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ابھی حرارت غریزی کی کمی جسم میں موجود ہے۔

قانون مفرد اعضاء میں سریع عضلاتی نبض کہلاتی ہے یہ نبض کلائی کے اوپر

رفتار میں تیز ہوتی ہے جسم انسان میں جتنی زیادہ خشکی اور تیزابیت ہوتی ہے اتنی نبض تیز اور سریع ہوتی جاتی ہے۔ لہٰذا جب بھی آپ نبض پائیں تو اسے عضلاتی اعصابی سے عضلاتی غدی سمجھیں۔

نبض صغیر چھوٹی نبض، وہ نبض جو عرض، عمق یعنی لمبائی چوڑائی اور گہرائی میں کم ہو اسکے مقابل نبض عظیم ہوتی ہے۔

نبض صلب سخت نبض، وہ نبض جو انگلی کے نیچے سخت معلوم ہوتی ہو اور اگر اس کو دبائیں تو مشکل سے دبتی ہے اس قسم کی نبض حرارت کی کمی کا اظہار کرتی ہے اور سردی خشکی کا اظہار کرتی ہے یہ نبض ضد ہے نبض لین کی یعنی اسے سخت نبض بھی کہتے ہیں۔

یادداشت قارئین جس طرح باریک یا دقیق نبض عضلاتی ہو سکتی ہے تو بالکل اسی طرح صلب نبض عضلاتی (عضلاتی غدی) ہو سکتی ہے اور کسی تحریک کی نبض میں صلابت نہیں آسکتی اور یہ بھی یاد رکھیں یہ نبض تمام نبضوں میں سریع ہوتی ہے۔

نبض ضعیف تنگ نبض، اس قسم کی نبض کا عرض طبعی حالت سے کم ہوتا ہے یعنی زیادہ تنگ ہوتی ہے یہ دراصل دقیق یا باریک نبض کا دوسرا نام ہے اس قسم کی نبض رطوبت کی کمی اور حرارت کے شدید اخراج کا اظہار کرتی ہے۔ قانون مفرد اعضاء میں غدی اعصابی نبض کہلاتی ہے۔

نبض طویل لمبی نبض، وہ نبض جو طبعی حالت سے زیادہ لمبی ہوتی ہے یہ نبض

معتدل شخص کی نسبت لمبائی میں زیادہ محسوس ہوتی ہے ایسی نبض حس اور حرارت کی زیادتی کا اظہار کرتی ہے۔ اکثر عضلاتی غدی تحریک میں پائی جاتی ہے۔

یادداشت قانون مفرد اعضاء میں طویل نبض ہی خالص عضلاتی تحریک کا اظہار کرتی ہے۔

طویل نبض لمبی کیوں ہوتی ہے؟ قارئین آپ شروع سے پڑھتے آئے ہیں کہ قلب کا مزاج خشک ہے جب قلب کے فعل میں تیزی ہوتی ہے تو جسم میں خشکی کی زیادتی اور رطوبت و حرارت کی کمی ہو جاتی ہے دوسرے معنوں میں یوں سمجھ لیں کہ عضلات رطوبات کی کمی سے پچکے ہوئے ہوتے ہیں جس سے مریض کا سارا جسم دبلا پتلا نظر آتا ہے۔

چونکہ کلائی پر بھی باقی جسم کی نسبت سے گوشت کم ہوتا ہے جس سے نبض دبی ہوئی نہ ہونے کی وجہ سے بہت لمبائی میں چار انگلیوں سے بھی زیادہ (اکثر آٹھ انگلیوں تک) محسوس ہوا کرتی ہے۔

طویل نبض کی اقسام قانون مفرد اعضاء میں طویل نبض کی دو اقسام ہیں۔

عضلاتی غدی نبض

عضلاتی اعصابی نبض

۱۔ عضلاتی اعصابی ۲۔ عضلاتی غدی چونکہ عضلاتی اعصابی میں ابھی رطوبت باقی ہوتی

ہے اس لئے یہ عضلاتی غدی نبض کی نسبت قدرے موٹی اور لمبائی میں کم ہوتی ہے اور عضلاتی غدی نبض تمام نبضوں سے لمبی ہوتی ہے۔

نبض عریض چوڑی نبض، موٹی نبض، وہ نبض جو طبعی حالت سے زیادہ چوڑی و موٹی ہوتی ہے یہ نبض ضد ہے نبض ضیق کی، اس قسم کی نبض، غدی عضلاتی، یا اعصابی غدی ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ غدی عضلاتی تحریک میں حرارت کے اجتماع سے نبض پھیل کر چوڑی یعنی موٹی ہو جاتی ہے جبکہ اعصابی غدی تحریک میں رطوبات کے اجتماع سے نبض پھول کر چوڑی یعنی موٹی ہو جایا کرتی ہے۔

جانچنے کا معیار نبض پر چاروں انگلیاں رکھیں کہ وہ اپنے سروں پر کھڑی ہو جائیں اور پھر ان کے پوروں کے سروں سے نبض کا احساس کریں۔ اگر نبض کی چوڑائی نصف پورے کی لمبائی سے زیادہ محسوس ہو تو وہ نبض عریض کہلاتی ہے اگر نصف پورے تک ہے تو معتدل اور اگر نصف سے کم یا تقریباً چوتھائی کے برابر ہو تو یہ نبض ضیق کہلاتی ہے۔

تفریق غدی عضلاتی و اعصابی غدی نبض

قارئین غدی عضلاتی نبض ذرا سا دباؤ دینے سے تین انگلیوں کے نیچے بخوبی محسوس ہوتی ہے ایسے مریض کا قارورہ سرخی مائل ہوتا ہے جو دوسری نبضوں میں نہیں پایا جاتا۔ اگر نبض زیادہ دباؤ دینے سے نصف پورے تک دو تین انگلیوں تک محسوس ہو اور ایسے مریض کا قارورہ سفید زردی مائل ہو تو ایسی نبض اعصابی غدی

ہوا کرتی ہے۔

نبض عظیم یہ نبض دراصل نبض طویل کا دوسرا نام ہے لہٰذا طویل نبض کی تشریح ملاحظہ کریں البتہ یہ نبض اقطار ثلاثہ یعنی طول عرض عمق (لمبائی چوڑائی، گہرائی) میں زیادہ ہوا کرتی ہے یہ نبض مقدار نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے۔

نبض قوی زوردار نبض، وہ نبض جو انگلیوں کے پور کو اس زور سے ٹھوکر لگائے کہ اس کا اثر پورے کی گہرائی تک پہنچتا محسوس ہو ایسی نبض قوت حیوانی کے قوی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

قانون مفرد اعضاء ایسی قوت وطاقت کو قوت حیوانی قرار دیتا ہے جو حس و حرکات کرنے کا فعل انجام دیتی ہے اس کا مرکز خود دل ہے دل ہی قوت حیوانی (حرکت کرانے والی قوت) کا مرکز تسلیم کیا جاتا ہے قوی نبض عضلاتی ہوا کرتی ہے جس میں خشکی کی زیادتی کے ساتھ حرارت بھی پائی جاتی ہے یہ نبض قرع نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے۔

دیکھنے کا معیار چاروں انگلیاں نبض پر رکھیں پھر ان کو آہستہ آہستہ دبائیں اس کے بعد معلوم کریں کہ انگلیاں نبض کو آسانی سے دباتی ہیں، یا نبض ان کو سختی سے دھکیل رہی ہے یہاں یہ بھی پھر سمجھ لیں کہ نبض قرع سے مراد قوت حیوانی کا جانچنا ہے۔

نبض لین نرم نبض، اس قسم کی نبض انگلی کے نیچے نرم اور پولی محسوس ہوتی ہے

اور دبانے سے آسانی سے دب جاتی ہے۔

یادداشت قارئین پہلے بھی کئی بار بتا چکا ہوں کہ کسی شے میں نرمی رطوبت دار اور حرارت سے ہی سکتی ہے لہٰذا لین نبض اعصابی ہوگی یا غدی، جب بھی کسی مریض کی نبض نرم ڈھیلی رسی کی طرح پائیں تو اسے اعصابی غدی یا غدی عضلاتی سمجھیں البتہ مقام اور قارورہ کے فرق سے فوراً تمیز ہو جائے گی یعنی اگر قارورہ سفید ہوگا تو نبض اعصابی غدی ہوگی اگر قارورہ زرد ہوگا تو نبض غدی عضلاتی ہوگی۔

نوٹ:۔ ایسی نبض قوام نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے۔

نبض متفاوت وقفہ دار نبض، ٹھہرنے والی نبض وہ نبض جو زیادہ سکون کرتی ہے وہ نبض جو بہت ہی آہستہ آہستہ چلتی ہو۔

یادداشت قارئین پچھلے صفحات میں فترہ نبض کی تشریح پڑھ رہے ہیں، جو باقاعدہ چلتے چلتے چھ سات ٹھوکروں کے بعد ٹھہر کر یا وقفہ کر کے پھر پہلی چال چلنے لگتی ہے۔

لیکن نبض متفاوت وہ نبض ہے جس کی رفتار ہی بہت سست ہوتی ہے میں نے ایسے شخص بھی دیکھے ہیں جن کی نبض ایک منٹ میں صرف ۲۵ دفعہ ٹھوکر مارتی تھی ڈاکٹر حضرات ایسے شخص کی مرض کو ہارٹ بلاک کا نام دیتے ہیں ایسی نبض شدید ضعف قلب یا تسکین قلب کا اظہار کرتی ہے۔

نبض متواتر مسلسل چلنے والی نبض، وہ نبض جس کی حرکات میں باقاعدگی اور

تسلسل پایا جائے یعنی اس میں ٹھہراؤ کا زمانہ کم ہوتا ہے۔

محققین کہتے ہیں کہ اس قسم کی نبض بتاتی ہے کہ جسم میں ضعف قوت حیوانی ہو گیا ہے چاہے اس کا سبب حرارت ہو یا برودت۔

یادداشت قارئین ضعف قوت حیوانی اس وقت ہوا کرتا ہے جب جگر کی تیزی سے حرارت بڑھ کر دل میں ضعف پیدا کر دے یا دماغ اعصابی کی تیزی سے رطوبت بڑھ کر دل میں تسکین کر دیں۔

یاد رکھیں ان دونوں صورتوں میں نبض کا تسلسل و تواتر نہیں رہتا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ قوت حیوانی اور روح حیوانی دل کو باقاعدگی سے مل رہی ہے جس وجہ سے اس کی حرکات میں تسلسل و تواتر قائم ہے۔

پھر ذہن نشین کر لیں کہ نبض تواتر عضلاتی غدی نبض کا نام ہے جو بتا رہی ہے کہ قوت حیوانی اور روح حیوانی پوری مقدار میں مل رہی ہے البتہ اس کے مقابلہ میں قوت نفسانی کم ہو رہی ہے اور دوسری طرف قوت طبعی میں کمی واقع ہو چکی ہے۔

نبض مختلف یہ نبض متواتر کے برعکس ہے یعنی اس میں باقاعدگی نہیں رہی یہ نبض غدی یا اعصابی ہو سکتی ہے دی گئی ہدایات کے تحت قارورہ و نبض دیکھ کر فیصلہ کریں۔

نبض مشرف بلند نبض ابھری ہوئی نبض، وہ نبض جو کلائی پر بغیر دباؤ پوری طرح محسوس ہو، قانون مفرد اعضاء میں یہ نبض عضلاتی تحریک کا اظہار کرتی ہے اس نبض

سے عضلاتی اعصابی یا عضلاتی تحریک کا کم بیش پتہ چل جاتا ہے۔ مثلاً احتلام، ریاح معدہ، تیزابیت بواسیر خونی و بادی، ٹی بی و تپ دق، وجع المفاصل، خصوصاً تحجر مفاصل وغیرہ علامات تشخیص کی جاتی ہیں یہ نبض مقام نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے۔

جانچنے کا طریقہ چاروں انگلیاں نبض کے مقام پر آہستہ سے رکھیں انگلیوں پر نبض کا دباؤ نہ پڑے اگر انگلیاں کے ساتھ ہی نبض کا احساس ہو تو ایسی نبض مشرف ہوگی جسے قانون مفرد اعضاء میں عضلاتی نبض کہا جاتا ہے۔

اگر نبض کا احساس نہ ہو تو پھر کلائی پر یہاں تک دباؤ ڈالا جائے کہ نبض کا احساس ہونے لگے اگر یہ احساس کلائی کی ہڈی کے پاس اخیر میں جا کر ہو تو یہ نبض اعصابی (مخفض) ہوگی اور اگر مشرف اور مخفض کے درمیان محسوس ہو تو وہ نبض غدی (معتدل ہوگی)۔

لفظ معتدل کی تشریح قارئین آپ پچھلے صفحات پر کئی بار پڑھ چکے ہیں کہ شرائط نبض میں کئی بار لفظ معتدل استعمال کیا گیا ہے اسی طرح جب ایک مفرد نبض کی تشریح بیان کی گئی ہے تو ساتھ ہی اس کے برعکس نبضیں بیان کی گئی ہیں ہر نبض کے ساتھ معتدل کا لفظ لازمی استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً طویل نبض کے ساتھ قصیر نبض او رمعتدل نبض بنائی گئی ہے اسی طرح عریض کے ساتھ ضیق اور معتدل نبض بیان کی گئی ہے بالکل اسی طرح مشرف نبض کے ساتھ مخفض اور معتدل نبض بیان کی گئی ہے۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ قارئین چونکہ لفظ معتدل سے مراد اعتدال

میں ہونا، کمی بیشی نہ ہونا، درمیانی حالت میں ہونا، درست حالت میں ہونا وغیرہ ہے جس سے قاری کو مغالطہ لگ سکتا ہے کہ معتدل نبض کی ہر قسم صحت وتندرستی کی نبض ہوگی لیکن حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد بیماری کی وہ حالت ہے جو جگر وغدد کے افعال کی کمی بیشی کا اظہار کرتی ہے جو نبض کے ذریعے معلوم کیے جاتے ہیں۔

مثلاً قانون مفرد اعضاء میں جب بھی نبض دیکھی جاتی ہے تو اس کا تعین دوسری نبضوں سے مقابلہ میں کیا جاتا ہے جیسا کہ اوپر بیان کر آیا ہوں کہ ان میں تمیز کی جاتی ہے تو وہ نبضوں کے مخصوص نام دیئے جاتے ہیں لیکن غدی نبض کے اظہار کیلئے لفظ معتدل کہہ کر بیان کر دیا جاتا ہے جس سے مراد صرف اور صرف غدی تحریک ہی ہے جو جگر وغدد کے بیمار ہونے کی نشاندہی کرتی ہے۔

نبض مطرقی ہتھوڑا نبض، وہ نبض جو ہتھوڑے کی طرح انگلی پر دوبار ٹھوکر لگاتی ہے یعنی جس طرح ہتھوڑا ایک بار آہرن پر ٹھوکر لگا کر دوبارہ خود بخود اوپر اٹھ کر ایک اور ٹھوکر لگاتا ہے۔ چونکہ اس نبض میں ٹھوکر لگانے کی قوت زیادہ ہو چکی ہوتی ہے اس لئے یہ نبض قوت حیوانی اور عضلاتی غدی حالت کا اظہار کرتی ہے قانون مفرد اعضاء میں اسے عضلاتی غدی نبض کہتے ہیں اور یہ نبض قرع نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے۔

نبض ممتلی بھری نبض پر نبض ________

اور یہ نبض ضد ہے خالی نبض کی ________

یادداشت قارئین متقدمین اطباء کی تحقیق یہ ہے کہ نبض ممتلی زیادتی روح

اور زیادتی خون کا اظہار کرتی ہے لیکن اس میں تخصیص نہیں کی گئی ہے کہ ارواح ثلاثہ روح حیوانی، روح طبعی، روح نفسانی میں سے کونسی روح خون میں ہو جاتی ہے تا کہ اس کے متعلق مفرد عضو میں تحریک تسلیم کر کے علاج تجویز کیا جائے۔

البتہ: قانون مفرد اعضاء اس نبض کو اعصابی غدی نبض قرار دیتا ہے کیونکہ اعصابی غدی حالت میں رطوبات بڑھ کر خون میں زیادہ ہو جاتی ہیں جس کا اظہار نبض پھولنے اور موٹا ہونے سے ہوتا ہے۔ قانون مفرد اعضاء میں یہ نبض حجم نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے۔

نبض منخفض گہری نبض، دبی ہوئی نبض، پست نبض۔

یادداشت قارئین قانون مفرد اعضاء نے نبض کے تین مقام مقرر کیے ہیں (۱) وہ نبض جو کلائی پر بغیر دباؤ بالکل اوپر محسوس ہو، عضلاتی نبض ہوتی ہے۔ (۲) وہ نبض جو کلائی پر ذرا سا دباؤ دینے پر محسوس ہو غدی نبض ہوتی ہے۔ (۳) جو نبض جو کلائی پر کافی دباؤ سے گہرائی میں محسوس ہوتی ہے اعصابی نبض کہلاتی ہے۔

چونکہ منخفض نبض گہری اور دبی ہوئی ہوتی ہے اس لئے قانون مفرد اعضاء میں اعصابی نبض کہتے ہیں اسے قانون مفرد اعضاء میں مقام نبض کے تحت دیکھتے ہیں یہ نبض مشرف کے برعکس ہے۔

منخفض نبض اعصابی درد، ہیضہ قے، دست، محرقہ، اسہال اور بے ہوشی وغیرہ تکالیف کا اظہار کرتی ہے۔

نبض موجی موج پانی لہر کا نام ہے جیسے پانی میں کوئی سخت چیز پھینکنے سے لہریں پیدا ہوتی ہیں یہ ایسی نبض ہے جس میں شریانوں کے اجزاء باوجود پر ہونے کے مختلف ہوتے ہیں کہیں سے عظیم کہیں سے صغیر، کہیں سے بلند اور کہیں سے پست کہیں سے چوڑی کہیں سے تنگ، گویا اس کی موج لہر پیدا ہو رہی ہیں جو ایک دوسری کے پیچھے آ رہی ہیں ایسی نبض رطوبت کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے جو اعصابی تحریک کا نتیجہ ہے۔

نوٹ: بعض دفعہ یہ حالت حرارت کی زیادتی اور کثرت تحلیل سے بھی ہو جایا کرتی ہے لہٰذا آنکھیں بند کر کے اعصابی تحریک کا حکم نہ لگا دیں بلکہ مریض کے قارورہ کا رنگ سے فرق واضح کر کے حکم لگائیں پھر غلطی کا امکان نہ ہوگا۔

نبض مرتعش کانپنے والی نبض یہ وہ نبض ہے جس میں رعشہ کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے یہ نبض روح حیوانی کی شدت و کثرت کا اظہار کرتی ہے عضلاتی تحریک کے مریضوں میں اکثر دیکھنے میں آتی ہے۔

غزالی نبض وہ نبض ہے جو انگلی کے پوروں کو ایک ٹھوکر لگانے کے بعد دوسری ٹھوکر ایسی لگائے کہ اس کا لوٹنا اور سکون کرنا محسوس نہ ہو۔

نوٹ: چونکہ غزالی کا معنی ہرن کا بچہ ہے اس نبض کی رفتار چونکہ ہرن کے بچے کی چال جیسی محسوس ہوتی ہے اس لئے اسے غزالی نبض کہتے ہیں۔

قانون مفرد اعضاء میں یہ نبض عضلاتی غدی تحریک کا اظہار کرتی ہے جس

سے حرکات کی کثرت، کاربن وریاح کی شدت اور آکسیجن کی کمی کا اظہار ہوتا ہے۔

قارئین اب تک نبض کی حقیقت اہمیت وضرورت اور ماہیت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ قانون مفرد اعضاء کے تحت نبض کا عملی نمونہ ومشاہدہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد متقدمین اطباء کی بیان کردہ نبضوں کی قانون مفرد اعضاء کے تحت تشریح اور دیکھنے کے قوانین اور اصول بیان کر چکا ہوں۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ حالات وواقعات بیان کئے جائیں جن میں سے انسان گزر کر ادھیڑ عمر تک پہنچتا ہے اور ان حالات وواقعات کا اثر نبض پر کیا پڑتا ہے ان کے دوران نبض میں جو تغیرات رونما ہوتے ہیں ان کی نشاندہی نبض سے کس طرح ہوتی ہے۔

(۱) مثلاً نفسانی جذبات میں سے کسی ایک جذبہ کا مستقل قائم ہو جانا

(۲) کیفیات میں سے کسی ایک کیفیت کا جسم وخون میں بڑھ جانا۔

(۳) اخلاط میں سے کسی ایک خلط کا جسم وخون میں ضرورت سے زیادہ جمع ہو جانا۔

(۴) بچپن کے نبض پر اثرات۔

(۵) جوانی کے نبض پر اثرات

(۶) دبلا پن کے نبض پر اثرات۔

(۷) چھریرہ پن (نہ موٹا نہ پتلا) کے اثرات۔

(۸) موٹاپے کے نبض پر اثرات۔

(۹) اسباب ستہ ضروریہ کے نبض پر اثرات۔

(۱۰) حمل کے دوران نبض کے حالات۔

(۱۱) تحریک کے نبض پر اثرات۔

(۱۲) سوزش کے نبض پر اثرات۔

(۱۳) ورم کے نبض پر اثرات۔

نفسیاتی جذبات قارئین یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ قادر مطلق نے جہاں دل جگر دماغ بنائے ہیں وہاں انہیں اپنی خواہشات، ضروریات اور تکالیف وغیرہ کے اظہار کیلئے دو دو جذبے بھی ودیعت کئے ہیں جنہیں طبی اصطلاح میں نفسیاتی جذبات کہتے ہیں مثلاً لذت ومسرت دل کے دو جذبے ہیں اور غصہ وغم جگر کے دو جذبے ہیں بالکل اسی طرح دماغ کیلئے ندامت وخوف کے دو جذبات ودیعت کئے ہیں۔

نفسیاتی جذبات کے اثرات

(۱) لذت کی حالت میں نفس آہستہ آہستہ کبھی اندر کبھی باہر جاتا ہے۔

(۲) خوشی ومسرت کی حالت میں نفس وروح کا رجوع رفتہ رفتہ باہر کی طرف ہوتا ہے

(۳) غصہ کی حالت میں جذبے کا اظہار باہر کی طرف ایک بارگی ہوتا ہے۔

(۴) غم کی صورت میں کسی جذبے کا رجوع رفتہ رفتہ اندر کے طرف ہوتا ہے۔

(۵) شرمندگی کی حالت میں نفس یکبارگی کبھی اندر کبھی باہر جاتا ہے۔

(۶) خوف کی حالت میں جذبے کا رجوع یکبارگی اندر کی طرف ہوتا ہے۔

ہر جذبے کی حقیقت اور اس کا اثر دل ونبض پر

قارئین یہ حقیقت ہے کہ سوائے ذات الٰہی کے ہر شے مرکب ہے لہٰذا کوئی جذبہ بھی مفرد نہیں ہو سکتا بلکہ ہر جذبہ دو دو نفسیاتی جذبوں سے مرکب ہے مثلاً شرمندگی

خوف اور غصے سے مرکب ہے اس لئے خوف کی حالت میں نفس یکبارگی اندر کی طرف رجوع کرتا ہے اور غصے کی حالت میں باہر کی طرف یعنی اس شخص کو جسے شرمندگی ہوتی ہے بیک وقت خوف کے ساتھ غصہ بھی آتا رہتا ہے یہ غصہ دراصل خوف کے جذبے کو دور کرنے کی جدوجہد ہوتی ہے یا ردعمل ہوتا ہے۔

اگر ایسی حالت میں مریض کے دل اور نبض کی حالت دیکھی جائے تو نبض میں بیحد مدوجذر محسوس ہوں گے اس وقت کبھی نبض یکدم غائب ہوتی محسوس ہوگی جیسا کہ منخفض نبض کا احساس ہو رہا ہے اس وقت جسم کا رنگ بھی پھیکا پڑ رہا ہوگا لیکن تھوڑی دیر بعد نبض یکدم ابھرے گی اور تین انگلی تک محسوس ہونے لگے گی اور اس میں کسی قدر قوت بھی پائی جائے گی جیسا کہ قوی نبض میں دیکھنے میں آتا ہے اس وقت جسم کا رنگ قدرے سرخ زردی مائل ہوگا۔

اسی طرح لذت بھی مسرت اور غم سے مرکب ہے

یعنی اگر اس دنیا میں خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کی بارشیں ہو رہی ہیں تو ایسا انسان ان سے خوب لطف اندوز ہوتا ہے لیکن اگر کسی سبب یا ناراضگی سے قادر مطلق وہ نعمتیں اس انسان سے چھن جائیں تو وہ ان کے غم سے نڈھال ہو جاتا ہے ان نعمتوں کا حصول یکدم بھی ہو سکتا ہے آہستہ آہستہ بھی اگر یہ نعمتیں کسی انسان کو اچانک ملیں تو اس کا دل خوشی سے یکدم تیز ہو جاتا ہے اسوقت نبض عضلاتی ہو جاتی ہے۔

لیکن اگر یہ نعمتیں یا ان میں سے چند چیزیں اس انسان کے ہاتھ سے نکل جائیں جیسا کہ عام مقدمات میں ہوا کرتا ہے تو ایسے وقت اس شخص کی نبض دیکھی

جائے تو یکدم بیٹھ جائے گی اور صرف دو انگلی پر بڑی مشکل سے محسوس ہوگی اس کا چہرہ پژمردہ زرد سفیدی مائل ہوگا قانون مفرد اعضاء میں ایسی نبض غدی اعصابی کہلاتی ہے۔

ان جذبات کی حقیقت یہ ہے کہ خوشی اور غصہ کی حالت میں قلب پر ایسا اثر پڑتا ہے جس سے اس کی حرکت تیز ہو جاتی ہے اور خون زیادہ مقدار میں شریانوں کی طرف روانہ ہوتا ہے اور تمام اعضاء میں زیادہ پہنچتا ہے اس لئے بیرونی اعضاء میں خون کی گرمی اور جوش معلوم ہوتا ہے اور نبض بھی مشرف ہو جاتی ہے۔

اس کے برعکس خوف اور غم کی حالت میں قلب پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ اس کی حرکت سست ہو جاتی ہے اور خون و روح بیرونی جسم کی طرف مقدار میں کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اسی وجہ سے تمام اعضاء میں کم پہنچتا ہے جس سے جسم ٹھنڈا اور سست ہو جاتا ہے ایسی حالت میں نبض بھی منخفض و پست ہو جاتی ہے اور جسم کا رنگ بے رونق پھیکا ہو جاتا ہے۔

کیا جذبات نفسانی حرکت و سکون کرتے ہیں؟

اس سوال کا استاد صابر ملتانی یوں جواب دیتے ہیں۔

دراصل نفس کی حرکت و سکون نہیں کیونکہ نفس اپنا مقام نہیں بدلتا ایسا مجازاً کہا جاتا ہے البتہ نفس کے انفعالات اور تاثرات خون اور روح میں ضرور حرکت پیدا کر دیتے ہیں یا بالفاظ دیگر انفعالات و تاثرات دراصل باعث حرکت ہیں ان کا عدم باعث سکون روح و خون ہے یہ حرکت و سکون بدن کیلئے ایسا ہی ضروری ہے

جیسا کہ حرکت وسکون بدنی۔

یاد رکھیں حرکات کا دارومدار خواہشات وجذبات نفسانیہ پر بھی ہے مثلاً شوق کے وقت طلب کی حرکت، نفرت کے وقت فرار کی صورت، غصے کے وقت مقابلے کی حالت اور خوف کے وقت چہرے کا سفید ہو جانا، اور لذت مسرت اور خوشی سے چہرہ کا بارونق ہو جانا یہ سب کچھ روح اور خون کے زیر اثر ہے۔

اس کے برعکس نفسانی سکون کی ضرورت اس لئے ہے کہ اس سے روح اور خون کو نسبتاً آرام محسوس ہوتا کہ وہ زیادہ تحلیل نہ ہو جائے۔

یاد رکھیں کہ نفس جب کسی مناسب یا مخالف شے کا احساس اور ادراک کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مناسب کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور مخالف سے بچنا چاہتا ہے تو اس وقت اپنی نفسانی قوتوں کو حرکت میں لاتا ہے۔

یاد رکھیں یہ نفسانی قوتیں روح کے تابع ہیں جن کا حامل خون ہے گویا روح خون کو حرکت کے بغیر اور خون نفسانی قوتوں کے بغیر عمل نہیں کر سکتا اسی عملی کام کا نام حرکت وسکون ہے۔

نفسانی جذبات کی تقسیم بالاعضاء

نفسانی جذبات کو سمجھانے کیلئے ہم نے ان کو اعضائے رئیسہ کے مطابق تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور ہر عضو کے لئے دو جذبے مخصوص کر دیئے ہیں ان دو جذبوں میں ایک اس عضو میں انبساط پیدا کرتا ہے اور دوسرا انقباض۔

(۱) دل پر غم سے انبساط (تحلیل) پیدا ہوتا ہے اور مسرت سے انقباض (تحریک)

(۲) دماغ میں لذت سے انبساط (تحلیل) پیدا ہوتا ہے اور خوف سے انقباض (تحریک)

(۳) جگر میں ندامت سے انبساط (تحلیل) پیدا ہوتا ہے اور خوف سے انقباض (تحریک)

لیکن یہ جاننا بھی انتہائی ضروری ہے کہ دل جگر دماغ کسی ایک میں تحریک ہوگی تو باقی دو اعضاء میں کوئی نہ کوئی حالت پائی جائے گی۔ مثلاً اگر اعصاب میں تحریک ہوگی تو یہ ضروری بات ہے کہ جگر میں انبساط (تحلیل) اور دل میں سکون وسردی پائی جائے گی گویا جب کسی جذبے کے تحت کسی عضو کا مطالعہ کرنا ہو تو باقی اعضاء کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔

یادداشت

قارئین قانون مفرد اعضاء نے جہاں نفسانی جذبات کا تعلق بالاعضاء بتا دیا ہے وہاں انہیں ایک طرف جن مفرد اعضاء میں تحریک ہوتی ہے وہ بھی بیان کر دی ہے دوسری طرف نبض کی حالتوں کو بھی بڑی شرح وبسیط کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

جذبات کی تقسیم بلحاظ اعضاء تحریک اور نبض

عضو رئیس	جذبہ	تحریک	نبض
دل	لذت	عضلاتی اعصابی	مشرف بطی
	مسرت	عضلاتی غدی	مشرف قوی

جگر	غم	غدی اعصابی	معتدل مائل شرف
	غصہ	غدی عضلاتی	معتدل مائل مخفض
دماغ	ندامت	اعصابی غدی	مخفض خفیف
	خوف	اعصابی عضلاتی	مخفض شدید

کیفیات کے نبض پر اثرات

چونکہ کیفیات بھی اس کائنات میں مفرد حالت میں نہیں پائی جاتیں بلکہ ہمیشہ مرکب صورت میں پائی جاتی ہیں مثلاً گرمی خشکی، گرمی، تری، تری گرمی، تری سردی، سردی خشکی، خشکی گرمی، گرمی خشکی وغیرہ۔

چونکہ قانون مفرد اعضاء نے کیفیات کو بھی مفرد اعضاء میں ثابت کیا ہے جو جو کیفیات مفرد عضو میں پائی جاتی ہیں وہی ان کا مزاج مقرر کیا گیا ہے۔
مثلاً خشکی سردی، خشکی گرمی دو کیفیات ہیں۔ خشکی سردی کیفیات سے ارادی عضلات وجود میں آئے ہیں یعنی ان سے بنے ہیں اور خشکی گرمی سے غیر ارادی عضلات بنے ہیں جب ان کے مزاج کی کیفیات جسم میں بڑھتی ہیں ان مفرد اعضاء میں تحریک و تیزی آجایا کرتی ہے۔

چونکہ خشکی سردی ارادی عضلاتی میں پائی جاتی ہے لہٰذا جب ارادی عضلات کا فعل ضرورت سے زیادہ تیز ہوگا تو نبض اعصابی عضلاتی بن جائے گی اور اس میں قدرے صلابت ہوگی۔

اس کے برعکس جب خشکی گرمی بڑھے گی تو غیر ارادی عضلات کا فعل

تیز ہوجائے گا جس سے نبض عضلاتی غدی ہوجائے گی اور نبض کی رفتار ۸۰ سے ۱۰۰ تک ہوجائے گی۔

جب گرمی خشکی جسم میں بڑھنے لگے گی تو جسم کے غدد جاذبہ ضرورت سے زیادہ تیز ہوجائیں گے ہر قسم کی رطوبت کا اخراج ہوگا نبض قدرے گہری پھیلی ہوئی تیز ٹھوس ہوگی مریض گرمی کی شکایت کرے گا جسم کا رنگ زردی مائل ہوگا شدت کی صورت میں تہوج اماس بھی ہوگا یرقان بھی ہوسکتا ہے اور نبض غدی عضلاتی ہوگی۔
اس کے برعکس جب گرمی تری بڑھنے لگے گی تو غدد ناقلہ کا فعل بڑھ جائے گا ہر قسم کی رطوبت کا اخراج بڑھ جائے گا پیچش پاخانہ بے قاعدہ جلن قارورہ جلن ہاتھ پاؤں وغیرہ جیسی تکلیف بڑھ جائے گی اماس وغیرہ کم ہونا شروع ہوجائیں گے شدت کی حالت میں جسم دبلا پتلا ہوجائے گا۔ گوشت لٹک جائے گا ان حالات میں نبض غدی اعصابی ہوا کرتی ہے۔

بالکل اسی طرح اگر ان حالات میں نبض غدی اعصابی ہوا کرتی ہے موٹاپا دردسر، بلغمی، پیشاب کا رنگ سفید زردی مائل ہوا اس وقت ایسے شخص کو نبض اعصابی غدی ہوگی جسے عرف عام میں مخفض کہتے ہیں۔
البتہ جب تری سردی کی کیفیات ضرورت سے زیادہ بڑھنی شروع ہونگی تو جسم میں بلغم ورطوبات کا اخراج بڑھ جائے گا جس سے کثرت بول ذیابیطس شکری (بول شکری یعنی میٹھا پیشاب) آنے لگتا ہے دست قے حتیٰ کہ ہیضہ بھی انہیں کیفیات سے ہوگا بلغمی رطوبات کی کثرت سے دمہ ممکن ہے۔
ایسی حالت میں اگر مریض نبض دیکھی جائے گی تو اعصابی عضلاتی ہوگی جسے

عرف عام میں مختص بہ شرف کہتے ہیں۔

یادداشت قارئین مندرجہ بالا کیفیات کے تحت نبض کی تشریح اس لئے کی گئی ہے کیونکہ یہ اس کائنات میں فلکی سیارگان خصوصاً سورج کے دور نزدیک ہونے سے وجود میں آیا کرتی ہے چونکہ ہر کیفیات کچھ عرصہ (کم از کم ۳ ماہ) مسلسل قائم رہتی ہیں جن سے کمزور ناتواں مریض شدت سے متاثر ہو جایا کرتے ہیں بعض دفعہ ان کیفیات سے فضائیں ایسی متاثر ہو جاتی ہے کہ ان کی شدت سے وبائی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اس وقت ہزاروں لاکھوں بندگان خدا یکدم بیمار ہو جاتے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد مرنے لگتے ہیں۔

مثلاً گرمی کی شدت سے خسرہ چیچک، خونی پیچش، خفقان قلب جلن گھبراہٹ کے مریضوں کی شدت سے ہوا کرتی ہے اس کے مقابلہ کیلئے بازاروں محلوں گھروں میں ہر طرف شربت، خمیرے، سردائیاں، سوڈا واٹر، برف، ایئر کولر ایئر کنڈیشن وغیرہ نظر آتے ہیں۔

اس کے برعکس اگر سورج ہم سے بہت دور چلا جائے تو سردی خشکی کی کثرت ہو جایا کرتی ہے تمام ملک فرج کی طرح سرد ہو جایا کرتا ہے کمزور ناتواں اشخاص خصوصاً ایسے افراد جن کا مزاج پہلے ہی سرد ہوتا ہے کی شامت آجاتی ہے ہر طرف نزلہ زکام، کھانسی دمہ، نمونیہ، جوڑوں کے درد، قبض وغیرہ کے مریض عام نظر آتے ہیں طبیبوں کے مطب ایسے مریضوں سے بھرپڑے ہوتے ہیں جو معالج کیفیات مزاج اور اخلاط اور نبض کو مدنظر رکھ کر تشخیص کرتے ہیں وہ ہمیشہ کامیاب رہتے

ہیں اور ایسے ذہین شخص نباض کہلاتے ہیں۔

یادداشت

میں نے کیفیت کے تحت نبض معلوم کرنے کے طریقے مختصر طور پر لکھے ہیں تاکہ قارئین مضمون کی طوالت سے الجھ نہ جائیں ورنہ سائنسی نقطہ نظر سے ان کیفیات کے دوران پائی جانے نبضوں کی وجہ سے بیان کرنا ضروری تھا لیکن طوالت کے خوف سے نظر انداز کر دی گئی ہے آئندہ انشاء اللہ پوری وضاحت سے لکھوں گا اس وقت آپ بھی بہت کچھ سمجھ چکے ہوں گے اور مزید سمجھنا بھی آپ کے لئے آسان ہوگا۔

اخلاط کے نبض پر اثرات

قارئین آپ کلیات قانون مفرد اعضاء میں پڑھ آئے ہیں کہ اخلاط اور مفرد اعضاء ایک چیز ہیں البتہ اگر کچھ فرق ہے تو ان کے سیال اور جامد ہونے میں یعنی اخلاط سیال شکل میں پائے جاتے ہیں جبکہ مفرد اعضاء ان اخلاط کے جم وبستہ ہو جانے سے ظہور میں آتے ہیں ورنہ ان کی ماہیت میں کوئی فرق نہیں ہے چونکہ قانون مفرد اعضاء کی تحقیقات کے مطابق اخلاط تین ہیں جنہیں سودا صفرا بلغم کہتے ہیں ۔چوتھی خلط جسے خون کہا جاتا ہے وہ ایورویدک اور قانون مفرد اعضا کی تحقیقات کے مطابق صفرا، سودا، بلغم کے مرکب کا نام ہے جسے خون کے نام سے پکارا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جب خون کا تجزیہ کرتے ہیں تو اس سے یہ تینوں اخلاط برآمد ہوتے ہیں۔

ایک مفرد خلط سے صرف ایک مفرد عضو کا بننا

قارئین یہ حقیقت ذہن نشین کرلیں کہ ہر خلط صرف اپنے مزاج کے مفرد عضو کو ہی بناتی ہے۔ مثلاً خلط سودا سے قلب وعضلات بنتے ہیں اوران کا مزاج بھی سودا کا مزاج ہی ہے۔ اسی طرح خلط صفرا سے (جگروغدد میں جو خالص مفرد اعضاء میں) جگروغدد بنتے ہیں اسی طرح ان کا مزاج بھی گرم ہی ہوتا ہے۔

بالکل اسی طرح بلغم سے اعصاب ودماغ بنتے ہیں جن کا مزاج بھی بلغم کی طرح سرد تر ہوتا ہے۔

تینوں مفرد اعضاء کامل کرایک عضو بنانا

قارئین جب تینوں مفرد اعضاء عدم سے وجود میں آتے ہیں اوروہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو مرکب اعضاء بن جاتے ہیں مثلاً معدہ کی بناوٹ میں اعصاب، غدد عضلات جو اب بھی مفرد اعضاء مل کر جب معدہ کو بناتے ہیں تو اس کی ساخت میں اعصاب غدد، عضلات پوری طرح موجود ہوتے ہیں اور انہیں کیمیاوی طریقہ سے الگ الگ کرکے پرکھا جاسکتا ہے۔

اسی طرح تینوں مفرد اعضاء سے آنکھ، کان، ناک، معدہ امعاء، ہاتھ پاؤں، شریانیں وریدیں وغیرہ بھی بنتے ہیں انہیں قانون مفرد اعضاء میں مرکب اعضاء کہا جاتا ہے چونکہ شریانوں میں بھی اعصاب غدد عضلات موجود ہوتے ہیں لہٰذا جب بھی کوئی خلط کم وبیش ہوتی ہے شریانوں وریدوں کے مفرد اعضاء بھی متاثر ہوجاتے ہیں۔

یعنی شریانوں اور وریدوں کے مفرد اعضاء مخصوص اخلاط کی کمی بیشی سے کبھی پتلے اور کبھی موٹے ہوجاتے ہیں جن سے نبض کی رفتار قرع قوام وغیرہ بدل جاتے ہیں۔

مثلاً جب سوداویت جسم وخون میں بڑھ جاتی ہے تو اس کا اثر نہ صرف قلب وعضلات پر پڑتا ہے بلکہ شریانوں ووریدوں کے عضلات بھی تحریک میں آجاتے ہیں جس سے صرف ایک طرف شریانیں روح وقوت حیوانی کے زیادہ ہوجانے کی وجہ سے حرکات میں پہلے سے تیز ہوجاتی ہے دوسری طرف ان میں بلغمی رطوبات کی کمی کی وجہ سے کسی قدر صلابت بھی آجایا کرتی ہے۔

چونکہ سوداویت کی کثرت کی وجہ سے عضلات میں نچوڑ کی صورت پیدا ہوچکی ہوتی ہے لہٰذا آہستہ آہستہ مریض کے جسم کو گوشت بھی سخت ہونا شروع ہوجاتا ہے جس سے گوشت میں کمی آجاتی ہے خصوصاً کلائی پر گوشت کم ہوجاتا ہے جس سے نبض تنگی اوراوپر آجاتی ہے اور ۴، ۵ بلکہ چھ سات انگلیوں کے نیچے بڑی آسانی سے نظر آنے اورمحسوس ہونے لگتی ہے یہی نبض مشرف عظیم، صلب، قوی وتیز وغیرہ نام پاتی ہے۔

وہ تکالیف جو سوداویت کے زیادہ ہونے سے پیدا ہوتی ہیں

قارئین سوداویت کی کثرت کا اثر جہاں شریانوں پر پڑتا ہے وہاں جسم کے تمام اعضاء بھی متاثر ہوتے ہیں ان میں درج ذیل علامات پیدا ہوجاتی ہیں ایسے شخص کی نبض صلب عظیم تیز، قوی اور مشرف ہوگی اس کی دوصورتیں قانون مفرد اعضاء نے

تسلیم کی ہیں۔ مثلاً (۱) عضلاتی اعصابی (۲) عضلاتی غدی۔

سودا کی پہلی تحریک عضلاتی اعصابی

اگر سودا میں ابھی کچھ رطوبات ہوں گی تو قانون مفرد اعضاء میں اس صورت وحالت کا نام عضلاتی اعصابی تحریک کہا جائے گا اور اس وقت درج ذیل علامات پیدا ہو چکی ہوں گی۔

نبض کلائی کے بالکل اوپر ۳ سے چار انگلیوں تک محسوس ہوگی ساتھ ہی نبض ریاح کی زیادتی کی وجہ سے پھولی ہوئی محسوس ہوگی چونکہ تخمیر ہو چکا ہوتا ہے اس لئے طبیعت رطوبات کو ریاح میں تبدیل کرنا شروع کر دیتی ہے جس سے ریاحی امراض وعلامات پیدا ہوتی ہیں مثلاً تخمیر معدہ، امعاء، ریاح کلیہ وگردہ، ریاح مفاصل، اختناق الرحم، رعشہ، قبض، پھیپھڑوں پر غلیظ بلغم جو زور لگانے سے بھی خارج نہیں ہوتی، خشک دمہ، پیشاب میں کمی، عظم الطحال عظم جگر، ضعف وخشکی دماغ، بواسیر بادی، چہرے پر سیاہ داغ دھبے، خارش، چنبل، نمونیا وغیرہ علامات میں سے کوئی علامت پائی جا سکتی ہے۔

سودا کی دوسری تحریک عضلاتی غدی

جب سودا میں رطوبت بالکل ختم ہو جاتی ہے تو ساتھ ہی ریاح بھی کم ہو جاتے ہیں البتہ حرارت کی ابتداء ہو چکی ہوتی ہے جس سے جگر وغدد گرم ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور درج ذیل علامات پیدا ہو جاتی ہے۔

نبض مشرف، قرع میں شدید قوی، عظیم، تیز اور صلب ہونا، اختلاج قلب بھی اسی حالت میں ہوتا ہے، نبض ۳ سے ۴ بلکہ پانچ انگلیوں کے نیچے محسوس ہوتی ہے

اس حالت میں سودا کا اخراج شروع ہو جاتا ہے جس سے جسم وخون کی سیاہی کم ہونا شروع ہو جاتی ہے جگر طحال اور شریانوں کی صلابت بھی کم ہونے لگتی ہے جسم میں گرمی کی لہریں اٹھنا شروع ہو جاتی ہیں قوت باہ زوروں پر ہو جاتا ہے بلکہ شباب ناقابل برداشت ہو جاتا ہے بعض مریضوں کے معدہ میں سوزش ہو کر درد معدہ شروع ہو جاتا ہے پھیپھڑے سوزش ناک ہو جاتے ہیں، عرق النساء، احتلام، جوش خون، جریان خون، نکسیر، دق وسل تنگی نفس، ضعف دماغ، بند نزلہ، درد سر سوداوی وغیرہ علامات ہونگی۔

صفرا کی کثرت کا اثر نبض وجسم پر

جب صفرا خون وجسم میں بڑھ جاتا ہے تو اس کا اثر نہ صرف جگر وغدد غشا مخاطی پر پڑتا ہے بلکہ شریانوں وریدوں کی غشاء مخاطی میں بھی تحریک وتیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ طبیعت مدبرہ بدن صفرا کی مدد سے سودا کو ختم کرنا شروع کر دیتی ہے جس سے سوداوی علامات غائب ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور صفراوی کثرت کی علامات پیدا ہونے لگتی ہیں۔

چونکہ صفرا کی زیادتی کی دو صورتیں ہیں مثلاً اول صورت میں صفرا کی پیدائش کثرت سے ہونے لگتی ہے لیکن اس کا اخراج بند ہو چکا ہوتا ہے اس حالت کی قانون مفرد اعضاء میں غدی عضلاتی تحریک کہا جاتا ہے۔

دوسری صورت میں صفرا کی پیدائش تو اسی نسبت سے ہوتی رہتی ہے لیکن فاضل صفرا کا اخراج شروع ہو جاتا ہے جس سے صفرا کے اجتماع کی علامات کم ہونے

لگتی ہیں اس حالت کا نام قانون مفرد اعضاء میں غدی اعصابی تحریک رکھا جاتا ہے۔

صفراء کی پہلی تحریک غدی عضلاتی

صفرا کی اس حالت میں نبض میں کسی قدر شرف تو ہوتا ہے لیکن منخفض کی طرف مائل ہوتی ہے یعنی گہرائی کی طرف بڑھ رہی ہوتی ہے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ غدی عضلاتی تحریک میں نبض نہ مشرف ہوتی ہے اور نہ منخفض (پست) ہوتی ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان محسوس ہوتی ہے۔

چونکہ حرارت وصفرا بڑھ چکا ہوتا ہے جس سے سودا کا خاتمہ ہونے کی وجہ سے قلب میں ضعف و تحلیل شروع ہو جاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود دل میں آہستہ آہستہ چلنا شروع ہو جاتا ہے جس سے نبض کی نہ صرف رفتار کم ہو جاتی ہے بلکہ اس کی صلابت بھی ختم ہو کر نرم اور پولی ہو جاتی ہے۔ اس حالت میں صفرا کے اخراج میں بندش کی وجہ سے جسم کا رنگ۔ زرد، پیلا ہو جاتا ہے عضلات میں تحلیل کی وجہ سے جسم پلپلا اور اسفنج کی طرح نرم ہو جاتا ہے بلکہ سوء القنیہ کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

غلبہ صفرا کی وجہ سے گرمی خشکی زوروں پر ہوتی ہے مریض ہر وقت گرمی و حرارت کی زیادتی کی شکایت کرتا ہے کیونکہ اس وقت اسکے ہاتھ پاؤں جلتے ہیں۔ پاخانہ، پیشاب نہ صرف زرد پیلے رنگ کے آتے ہیں بلکہ ان میں جلن بھی شدت سے ہوتی ہے۔ دل حرارت کی وجہ سے حجم میں پھیل جاتا ہے جسے عرف عام میں عظم قلب کہتے ہیں۔

غلبہ صفرا کی وجہ سے اکثر یرقان ہو جاتا ہے پھیپھڑوں کے غدی پردے میں

سوزش ہو کر ذات الجنب ہو جاتا ہے جس سے اکثر پھیپھڑوں میں استقا صدر کی حالت پیدا ہو جاتی ہے جسے عوام الناس پھیپھڑوں میں پانی پڑنا کہتے ہیں اگر پھیپھڑوں میں پانی نہ پڑے تو پیٹ یا جوڑوں میں پانی ضرور پڑ جاتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو تمام جسم اماس سے کپا ہو جاتا ہے چونکہ رحم بھی غدی جسم ہے لہٰذا صفرا کی کثرت کا اثر اس پر بھی پڑ جاتا ہے چنانچہ رحم میں جلن رہنے لگتی ہے ماہواری کا خون باقاعدہ نہیں رہتا بے قاعدہ درد مروڑ کے ساتھ آنے لگتا ہے۔

صفراوی مریض ہمیشہ خفقان قلب کی شکایت کیا کرتے ہیں معدہ وامعاء میں جلن مروڑ اکثر ہوا کرتا ہے پتہ میں پتھریاں بھی اسی تحریک میں پڑ جایا کرتی ہیں۔

صفرا کی دوسری تحریک غدی اعصابی

صفرا کی یہ دوسری تحریک ہے جسے قانون مفرد اعضاء میں غدی اعصابی کہتے ہیں اس میں صفرا کی پیدائش تو جاری رہتی ہے لیکن فاضل صفرا کا اخراج شروع ہو جاتا ہے چونکہ صفرا کے اخراج کے ساتھ ہی حرارت کا اخراج بھی شروع ہو جاتا ہے لہٰذا نبض بھی حرارت کی کمی کی وجہ سے پتلی ہو جاتی ہے اور کسی قدر گہرائی میں چلی جاتی ہے لیکن منخفض نبض سے قدرے اوپر محسوس ہوتی ہے۔

دوانگی سے زیادہ شاذ و نادر محسوس ہوتی ہے۔ قانون مفرد اعضاء میں ایسی نبض کو غدی اعصابی نبض کہتے ہیں۔ اس دوران جسم بوجھل سستی کاہلی، منہ کا ذائقہ قدرے شیریں ہوتا ہے۔ جگر گردے، معدہ وامعاء میں سوزش ہو جاتی ہے سر اور شانوں میں بوجھ، درد کمر، سیلان الرحم غدی میں رطوبات جلن کے ساتھ لیسدار خارج

ہوتی ہے سرعت انزاج، سوزا کی زہر سے پاخانہ بے قاعدہ آتا ہے۔جس سے مروڑ،
درد اور آؤں آیا کرتی ہے۔صفرا کے کثرت اخراج سے یرقان، اماس، تہوج وغیرہ دم
دبا کر بھاگ جاتے ہیں کمر اور شانوں میں کھچاؤ اور درد ہوا کرتا ہے ایسا مریض اکثر
کندھوں پر ہی ہاتھ رکھتا ہے۔

چونکہ صفرا کا اخراج بہت حد تک ہو جاتا ہے اس لئے دماغ واعصاب
میں کیمیائی طور پر تقویت آنی شروع ہو جاتی ہے۔

صفرا وحرارت کی کثرت سے دوران خون جگر وغدد میں زیادہ مقدار میں
آجاتا ہے جس سے دل میں خون کم ہو کر بلڈ پریشر کی صورت پیدا ہو جاتی ہے دل
نہایت سست اور آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہے خفقان قلب بھی اس تحریک میں زیادہ
ہوا کرتا ہے۔

بلغم کی پہلی تحریک اعصابی غدی

یہ تحریک اس وقت وقوع پذیر ہوتی ہے جب صفرا وحرارت کا اخراج
ضرورت سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے تو خون میں بلغم و رطوبات بڑھنا شروع ہو جاتی ہیں
جن کا اثر شریانوں وریدوں کے اعصاب پر بھی پڑتا ہے جس سے نبض بھی متاثر ہو کر
پھول جاتی ہے ریاح وحرارت کی کمی کی وجہ سے نبض انتہائی سست ہو جاتی ہے اور محسوس
کرنے میں دو انگل پر بھی بڑھ مشکل سے ملتی ہے عرف عام میں اس نبض کو متحس کہتے
ہیں اور کیڑے کی چال چلتی ہے۔

یہ نبض دماغ و اعصاب کے افعال کی نشاندہی کرتی ہے رطوبات کی

کثرت اور جسم میں ان کا اخراج بند ہونے کی وجہ سے بے شمار غیر طبعی علامات
پیدا ہو جاتی ہیں۔

چونکہ رطوبات کا خاصہ ہے کہ جہاں اور جس جسم میں جمع ہوں اسے اپنے
مزاج کے مطابق نرم، لچک دار اور پھولنے پر مجبور کر دیتی ہیں لہٰذا ایسی صورت میں
جہاں انسانی جسم پھول کر موٹا ہو جاتا ہے وہاں نبض بھی بھری ہوئی محسوس ہوتی ہے
چونکہ حرارت بہت کم ہو چکی ہوتی ہے اسلئے نبض مقامی لحاظ سے نیچے بیٹھ جاتی ہے جسے
اطباء نادرا منخفض نبض کہتے ہیں رطوبت وبلغم کے اجتماع کی وجہ سے بوجھل، کمی خون،
بھس، ضعف باہ بلکہ نامردی کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں ذیابیطس شکری اسی تحریک
کے انتہا پر ہوا کرتا ہے۔

برسات کے موسم میں یہ تحریک زوروں پر ہوا کرتی ہے جب فضا متعفن
ہو جاتی ہے تو بلغمی اشخاص کے معدہ وامعاء میں بھی خمیر وتعفن ہو جایا کرتا ہے جسے
طبیعت بذریعہ قے اسہال خارج کرنا چاہتی ہے لیکن چونکہ یہ تحریک ابھی مشینی نہیں
ہوئی ہوتی اس لئے یہ تعفنی مادہ اخراج کیلئے کوشش کرتا ہے لیکن اخراجی قوت نہ ہونے
کی وجہ سے پاخانہ کی حاجت اور قے کی حالت بار بار ہوتی ہے لیکن کچھ اخراج نہیں
پاتا اور اکثر مریض تلف ہو جاتے ہیں۔

ایسی صورت میں عقلمند معالج مریض کو اعصابی عضلاتی مسہل دے دیتا ہے
جس سے فضلات کا اخراج قے دست سے شروع ہو جاتا ہے اور مریض مرتے مرتے
بچ جاتا ہے۔بستر پر بھی پیشاب بچے اسی تحریک میں کیا کرتے ہیں۔

یادداشت قارئین یہ حقیقت ذہن نشین کرلیں کہ ہر خلط دو کیفیات سے خالی نہیں ہوا کرتی مثلاً بلغم و بلغمی رطوبات تر گرم ہوں گی یا تر سرد، اسی طرح سودا خشک سرد ہوگا یا خشک گرم بالکل اسی طرح صفرا گرم خشک یا گرم تر۔

قانون مفرد اعضاء نے ہر خلط کے دونوں مزاجوں کو بالا عضاء تحریکوں میں بانٹ دیا ہے اور ہر حالت کے کم و بیش ہونے کی علامات و تکالیف فارقہ تحقیق کی ہیں میں نے ان اخلاط کی انہیں صورتوں دو حالتوں کی پہلی تحریک اور دوسری تحریک کے تحت تشریح و توضیح کی ہے۔

یہاں پہلی تحریک سے مراد کسی حیاتی مفرد عضو کی کیمیائی تحریک مراد ہے جس میں وہ عضو اپنی پیدا کردہ خلط کو خون و جسم میں روکتا ہے جبکہ دوسری تحریک جسے عرف عام میں مشینی تحریک کہا جاتا ہے میں وہی حیاتی مفرد عضو اپنی پیدا کردہ فاضل خلط کو خارج از بدن کرتا ہے۔

بلغم کی دوسری تحریک اعصابی عضلاتی

یہ تحریک اس وقت شروع ہوتی ہے جب بلغمی رطوبات انتہا کو پہنچ جاتی ہیں جس میں ان کا اخراج ضروری ہوجاتا ہے اس وقت دماغ و اعصاب کا مشینی فعل شروع ہوجاتا ہے ہر مخرج سے کم و بیش رطوبات خارج ہونا شروع ہوجاتی ہیں نبض کے عضلاتی حصہ میں بھی نچوڑ شروع ہوجاتا ہے چنانچہ نبض اعصابی غدی کی نسبت پتلی ہوجاتی ہے اور چونکہ اس کا تعلق جگر کی بجائے قلب سے ہوجاتا ہے اسلئے قدرے ابھر آجاتی ہے اور مخص مائل بہ مشرف ہوتی ہے دو انگل تک بخوبی محسوس ہوتی ہے چونکہ رطوبات ابھی بہت ہوتی ہیں اسلئے

ابھی موٹی اور پھولی ہوئی ہی ہوتی ہے۔

چونکہ اس حالت میں بلغمی رطوبات بالکل سرد ہوچکی ہوتی ہیں اسلئے حرارت جسم بھی کم ہوجاتی ہے چونکہ بلغمی رطوبات کا اخراج جلد کے مسامات کے ذریعے بھی کثرت سے ہورہا ہوتا ہے اس لئے مریض کا جسم سرد اور چپچپا محسوس ہوتا ہے تپ لرزہ بھی اسی تحریک میں زیادہ ہوا کرتا ہے۔

دماغ و اعصاب کے تیز ہونے کی وجہ سے سارا جسم حساس ہوجاتا ہے حرارت جسم کم ہونے کی وجہ سے قلب میں تسکین کی حالت پیدا ہوجاتی ہے نزلہ زکام عام ہوتا ہے دست قے اور ہیضہ جیسی علامات عام لوگوں میں نظر آنے لگتی ہیں شوگر کے مریضوں میں تو شامت آئی ہوتی ہے وہ تو ہر گھنٹہ بعد پیشاب کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔عورتوں کی ماہواری اکثر بند ہوجاتی ہے۔

اگر یہ تحریک شدت اختیار کرجائے اعصاب سوزش ناک ہوجاتے ہیں سر و دماغ میں درد ہونے لگتا ہے آشوب چشم ہوجاتا ہے آنکھیں روشنی کی برداشت نہیں کرسکتیں مریض اندھیرے میں سکون محسوس کرتا ہے۔

اگر جنسی اعضاء کے اعصاب سوزشناک ہوجائیں تو آتشک ہوجاتا ہے مریض ماؤف حصہ میں آگ کی سی جلن محسوس کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تکلیف کی جگہ آگ رکھ دی گئی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا یہ سب کچھ اعصاب کی سوزشناکی کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔موسم برسات میں بچوں، جوانوں، بوڑھوں میں رطوبات بڑھ کر پھوڑے پھنسیاں جو چھالے نما ہوتی ہیں نکلا کرتی ہیں۔

مندرجہ بالا تکالیف چونکہ اعصابی عضلاتی تحریک کا نتیجہ ہیں اس لئے ان

کے علاج کیلئے عضلاتی اعصابی سے عضلاتی غدی غذا و دوا استعمال کریں۔ اللہ شفا دے گا۔

ماکولات ومشروبات کے نبض پر اثرات

ماکولات ومشروبات میں غذا دوا اور زہر تینوں شامل ہیں۔ خالق کائنات نے اس دنیا میں جو شے بھی پیدا کی ہے وہ صرف اور صرف حضرت انسان کیلئے پیدا کی گئی ہے۔

ان میں چاہیے کھانے کی شے ہو یا پینے والی شے ہو چاہے دوا ہو چاہے زہر ہو سبھی انسان کی ضرورت پوری کرنے کیلئے پیدا کی گئی ہیں البتہ یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے کسی شخص کو جس کی اسے ضرورت نہیں ہے اگر کوئی کھلا دے یا پلا دے یا خود کھائے تو وہ اس کے لئے نقصان دہ ہوگی یعنی اس کے بلاضرورت استعمال سے وہ شخص بیمار ہو جائے گا۔

مثلاً ایک شخص کو بلغمی کھانسی ہے جو اسے دن رات تنگ کرتی ہے اگر اسے دودھ پلایا جائے یا اپنی مرضی سے پیتا رہے تو اس کی کھانسی و بلغم ختم نہیں ہوگی بلکہ اس سے دمہ کشی کی شکایت بھی ہو جائے گی۔

اسی طرح ایک شخص کو یرقان اصفر ہو گیا ہے اس کا معالج اسے کہتا ہے کہ بھئی آپ گرم خشک چیزیں نہ کھایا کریں خصوصاً انڈے، بھنے چنے و روسٹ گوشت تیز مصالحہ والے سالن وغیرہ لیکن وہ انہیں چھوڑتا نہیں ہے نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس کا یرقان بگڑ جائے گا بلکہ اماس، تہوج اور استسقاء وغیرہ میں سے کوئی ایک تکلیف ہو جائے گی۔

ہمارے ان پڑھ بھائی اور جاہل لوگ انہیں بے ضرر سمجھتے ہیں

بلکہ طاقت و قوت دینے والی اغذیہ سمجھتے ہیں یہ طاقتور اغذیہ ضرور ہیں جن پر معالج کو بھی انکار نہیں ہے لیکن معالج نے تو انہیں اس لئے روکنا ہے کہ یہ گرم خشک ہیں یرقان بھی گرمی خشکی سے ہوا ہے لہٰذا انہیں روکے بغیر یرقان ختم نہیں ہوگا بلکہ اسے یہ اغذیہ روکنے کے ساتھ ساتھ گرم تر سے تر گرم اغذیہ سردی کی طرف مائل ہیں جنہیں نظریہ مفرد اعضاء میں غدی اعصابی سے اعصابی غدی اغذیہ کہا جاتا ہے کھانی پڑیں گی جن میں مولی، شلغم، گاجر، کدو، توری ٹینڈے، پیٹھا، ادرک وغیرہ شامل ہیں۔

خالق مطلق نے ہر غذا دوا زہر کو ایک مخصوص مزاج عطا کیا ہے

قارئین اللہ تعالیٰ نے جو شے بھی پیدا کی ہے اسے کوئی نہ کوئی مخصوص مزاج دے کر پیدا کیا ہے جب بھی وہ حضرت انسان کو کھلائی جائے گی بلاتامل وہ اپنے مزاج کے ذریعہ اسے متاثر کرے گی اگر وہ مسلسل کھائی جائے گی تو جسم انسان کے وہ مفرد اعضاء جن کا مزاج اس غذا دوا شے سے ملتا ہوگا تیز ہو جائے گا اس کی تیزی کی علامت نہ صرف جسم پر بلکہ دل اور نبض پر بھی واضح محسوس ہوں گی۔

لہٰذا جو لوگ مزاج کے قائل نہیں ہیں وہ غلطی پر ہیں علاج الامراض میں ناکامی بھی اسی وجہ سے ہوا کرتی ہے ورنہ اگر مزاج کے مطابق اور ضرورت جسم کے تحت اغذیہ ادویہ کھلائی جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ سوائے موت کے شفا نہ ہو کیونکہ موت برحق ہے وقت مقررہ پر آ جائے گی۔

غذا، دوا، زہر کا اثر مفرد اعضاء اور نبض پر

قارئین آپ یہ تو بخوبی جانتے ہیں کہ غذا ہی ایسی شے ہے جس سے خون بنتا ہے اور یہ خون اغذیہ سے صرف انسان کا نہیں بنتا بلکہ اس کائنات میں رہنے والے چرند پرند، بھیڑ، بکری، گائے، بھینس سے لیکر ہاتھی اور شیر وغیرہ کا خون بھی غذا سے بنتا ہے۔ جس قسم کے مزاج کی غذا مریض یا جانور کھاتا ہے اس مزاج والے اخلاط خون میں بڑھ جاتے ہیں چونکہ خون تمام جسم میں دورہ کرتا ہے لہٰذا خون کے ذریعے اس خلط والے مفرد اعضاء کی ایک طرف تو نشو ونما شروع ہو جاتی ہے دوسری طرف وہ تیز، چست اور محرک ہو جاتے ہیں یہ تیزی اور سستی جہاں جسم کے مخصوص مفرد اعضاء میں ہوتی ہے وہاں اس سے نبض کے تین مفرد اعضاء (عضلات، غدد، اعصاب) میں سے کسی ایک میں تیزی و چستی پیدا ہو جاتی ہے جس سے نبض کی مقدار، قرع، رفتار قوام، حجم وغیرہ بھی مخصوص انداز میں بڑھ جاتے ہیں جسکی مدد سے ذہین معالج تشخیص مرض کر کے یقینی علاج کر سکتا ہے۔

قانون مفرد اعضاء کا کمال

قانون مفرد اعضاء کا کمال یہ ہے کہ اس نے جہاں کیفیات، ارکان مزاج اور اخلاط کا تعلق مفرد اعضاء میں ثابت کیا ہے وہاں غذا، دوا، زہر (جو ماکولات و مشروبات کی صورت میں استعمال کئے جاتے ہیں) کا تعلق بھی حیاتی مفرد اعضاء سے جوڑ دیا ہے اس سے سب سے زیادہ سہولت یہ پیدا ہو گئی ہے کہ جب بھی کوئی شخص کسی قسم کی غذا، دوا کھائے گا تو اس سے اس کے اسی مزاج والے مفرد اعضاء تیز ہوں

گے جس سے نبض بھی اس کے مزاج کے تحت پائی جائے گی اس طرح تشخیص میں بے حد آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔

اب ذرا ماکولات و مشروبات کی مختصر تشریح پڑھ لیں تاکہ ان کے اثرات نبض میں محسوس کرنے آسانی ہو جائیں۔

ماکولات و مشروبات کیا ہیں؟

ماکولات و مشروبات میں وہ سب چیزیں شامل ہیں جو کھانے پینے میں آتی ہیں اور منہ کے ذریعہ جسم میں پہنچائی جاتی ہیں انکی چھ صورتیں ہیں۔
(۱) غذائے مطلق (۲) دوائے مطلق (۳) سم مطلق (۴) غذائے دوا (۵) دوائے غذا (۶) دوائے سمی۔

(۱) غذائے مطلق

غذائے مطلق وہ خالص غذا ہے کہ جب بدن میں وارد ہوتی ہے تو بدن سے متاثر ہو کر متغیر ہو جاتی ہے لیکن بدن میں کوئی تغیر پیدا نہیں کرتی بلکہ خود جزو بدن ہو کر بدن کے مشابہ ہو جاتی ہے مثلاً روٹی، گوشت، دودھ وغیرہ۔

(۲) دوائے مطلق

دوائے مطلق وہ ہے جو بدن سے متاثر ہو کر بدن میں تغیر پیدا کر دے اور جزو بدن ہوئے بغیر بدن سے خارج ہو جائے۔

(۳) سم مطلق

خالص زہر ہے جو خود تو بدن سے متغیر و متاثر نہ ہو لیکن بدن میں اپنا اثر و تغیر پیدا کر کے فنا کا باعث ہو۔ مثلاً، سنکھیا، بچھناگ اور سانپ بچھو

کا زہر وغیرہ۔

(۴) **غذائے دوائی** غذائے دوائی وہ شے ہے جو بدن سے متاثر ہو کر متغیر کر دے اس بعد خود بدن کو متاثر و متغیر کر دے اس کا زیادہ حصہ جزو بدن بنے اور کچھ حصہ بغیر جزو بدن بنے جسم سے خارج ہو جائے پھل وغیرہ۔

(۵) **دوائے غذائی** وہ شے ہے جو بدن سے متاثر ہو کو متغیر ہو جائے اور اس کے بعد بدن کو متاثر و متغیر کر دے اسکا کچھ حصہ جزو بدن بنے اور زیادہ حصہ بغیر جزو بدن بنے جسم سے خارج ہو جائے۔ مثلاً میوہ جات، گھی وغیرہ۔

(۶) **دوائے سمی** وہ شے ہے جو بدن سے متاثر اور بدن کی زیادہ متغیر کر دے اور شدید نقصان پہنچائے۔

طبیعت ثانی بننے والی اغذیہ، ادویہ زہر اور نبض

طبیعت ثانی بننے والی اغذیہ، ادویہ اور زہر سے مراد وہ اغذیہ، ادویہ اور زہر ہیں جنہیں کوئی شخص جب چند دن سے لیکر چند ماہ مسلسل استعمال کرتا ہے تو ان کا مخصوص اثر اس شخص کے جسم کا خاص حصہ بن کر ضرورت بن جاتا ہے۔ اب اگر اسے وہ اشیاء کھانے کو نہ ملیں تو اس کا جسم اس کے بغیر مٹی کا ڈھیر بن جاتا ہے یعنی دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ اس کے کھائے بغیر انسان سست، کاہل اور مجبور محض

ہو جاتا ہے بلکہ اس کے بغیر اس کا اٹھنا بیٹھنا محال ہو جاتا ہے لا محالہ وہ اسے کہیں سے بھی حاصل کر کے چاہے وہ کتنی مہنگی بھی کیوں نہ ہو لے کر کھاتا ہے۔

ان میں شراب خانہ خراب صفحہ اول کی شے ہے جو نہ صرف انسان کو اپنے مذہب اور ایمان سے بھی خارج کر دیتی ہے بلکہ وہ اپنے کھانے والے کو معاشرہ میں بھی بدنام کر دیتی ہے اور اس سے ممنوع کام کروا دیتی ہے بعض دفعہ ایسا شخص موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح بھنگ، چرس، افیون اور ہیروئن جیسی چیزیں بھی ہیں جنکے استعمال کرنے والے نہ دین کے رہتے ہیں نہ دنیا کے۔ جب کوئی شخص انہیں مسلسل کھاتا ہے تو اس کا اثر اس کے نبض پر بخوبی قائم ہو جاتا ہے۔ مثلاً

شراب کا نبض پر اثر

شراب کی بناوٹ خمیر تعفن اور ترشی سے ہے لہٰذا چونکہ ترش اغذیہ ادویہ کا قلب و عضلات پر محرک پڑتا ہے اس لئے شراب بھی پیتے ہی قلب و عضلات کے فعل کو یکدم تیز کر دیتی ہے دماغ میں تحلیل کی وجہ سے صحیح ہوش و حواس بھی قائم نہیں رہنے دیتی بلکہ جسم میں ایک قسم کا ایسا جوش و جذبہ بڑھا دیتی ہے کہ مریض سمجھتا ہے کہ اس کے برابر کوئی نہیں ہے اسی وجہ سے وہ نہ کسی کی عزت کرتا ہے اور نہ ادب بلکہ بے غیرت بن جاتا ہے جب اسے ہوش آتا ہے تو معافیاں مانگنے لگتا ہے۔

ایسے شخص کی نبض شراب کے نشے کے وقت عضلاتی غدی ہوتی ہے اور کانپ رہی ہوتی ہے ایسی نبض صرف نفس امارہ کے مریضوں کی ہوا کرتی ہے۔

افیون کا نبض پر اثر

شراب کے بعد دوسرا نمبر افیون کا ہے۔ یہ چوتھے درجہ کی زہریلی دوا ہے
لیکن جو لوگ اسے چند دن سے چند ماہ مسلسل کھاتے رہیں وہ اس کے مستقل گاہک
(مریض) بن جاتے ہیں۔

چونکہ افیون کا مزاج خشک سرد چوتھے درجے میں ہے اس لئے اس کے
کھانے سے دوران خون قلب کی طرف تو کسی قدر تیز ہو جاتا ہے لیکن شدید سرد ہونے
کی وجہ سے جسم میں سکون اور تبرید کی حالت پیدا کر کے مریض کے ہوش وحواس گم
کر دیتا ہے جس سے گہری نیند آجایا کرتی ہے اعصاب میں شدید تحلیل کر کے بے حس
کر دیتی ہے دردیں جسم کے کسی حصہ میں ہوں فوراً سکون کر کے (سن کر کے) روک
دیتی ہے۔

بے چین مریض چند دن یہ اسے استعمال کر لیں یا اس کے کسی مرکب
کو کھالیں تو پھر مستقل طور پر روزانہ اس کی طلب کرنے لگتے ہیں۔

چونکہ افیون انتہائی کی مسکن ہے اور قدرے محرک عضلات ہے لہذا افیونی
مریض کی نبض بھی عضلاتی اعصابی ہوا کرتی ہے۔

ہیروئن

ہیروئن افیون کا ست یا الکلائیڈ ہے اس کے اثرات بھی افیون جیسے ہیں۔
البتہ اس سے بیس گنا زیادہ ہے۔ ہیروئن کھانے والے مریض کی نبض بھی عضلاتی
اعصابی ہوا کرتی ہے۔

حقہ سگریٹ تمباکو کے نبض پر اثرات

حقہ، سگریٹ اور تمباکو کے استعمال کی دو مختلف شکلیں ہیں بلکہ بعض لوگ پان
میں بھی تمباکو شامل کر کے کھاتے ہیں یہ مزاجاً خشک سرد اور عضلاتی اعصابی ہے تمباکو
کا دھواں جہاں پھیپھڑوں سے رقیق بلغم کا غلیظ کر کے خارج کرتا ہے وہاں انتڑیوں کی
حرکات اخراجیہ کو تیز کر کے قبض رفع کرتا ہے۔ بلکہ بعض مریضوں میں تو جہاں تک
دیکھا گیا ہے کہ جب تک وہ حقہ یا سگریٹ نہ پئیں پاخانہ نہیں آتا۔

چونکہ عضلاتی اعصابی ہے اس لئے اس کا اثر نبض پر بھی قائم ہو جاتا ہے نبض
میں صلابت کے ساتھ سرعت بھی آجاتی ہے سگریٹ پان اور حقہ پینے والے عضلاتی
اعصابی مریض ہوا کرتے ہیں اور یہی ان کی نبض ہوا کرتی ہے۔

نشہ آور اشیا کی اقسام

میں نے چند نشہ آور اشیاء کو ماکولات و مشروبات میں تحریک کیا ہے لیکن ان
کی تعداد سینکڑوں نہیں ہزاروں میں پائی جاتی ہے ان سب کے افعال و اثرات ایک
جیسے نہیں ہیں۔

کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ایک شے کے استعمال کے بعد نیند غنودگی اور
مسکن صورت بلکہ شدت کی صورت میں بے ہوشی تک ہو جاتی ہے تو دوسری نشہ آور
اشیاء ان کے بالضد علامات ظاہر کرتی ہیں جن کا خاصہ ہے کہ ان کے استعمال سے بے
خوابی، مسرت کی شدت جذبات بے قابو نفسیاتی خواہشات کی کثرت، حتیٰ کہ شدت کی
صورت میں انسان بے قابو ہو کر ہنسنے لگتا ہے کبھی الٹی سیدھی باتیں کرتا ہے کبھی روتا ہے

کبھی اپنے آپ کو پیر فقیر سمجھنے لگتا ہے کبھی بادشاہ بن بیٹھتا ہے غرض نفس امارہ کی انتہاء ہوجاتی ہے **اول** نشہ کی علامات اعصابی اغذیہ ادویہ اشیاء کی ہیں جن میں دودھ گھی بادام روغن ہر قسم کے ٹھنڈے شربت، سردائیاں، چرس، بھنگ اور میٹھا تیلیا وغیرہ شامل ہیں۔

اور **دوم** عضلاتی نشہ آور اغذیہ ادویہ زہر ہیں جن میں چائے سوڈا واٹر، لسی، دہی مٹی سے لیکر سگریٹ تمباکو، دھتورا، شراب اور کچلہ وغیرہ شامل ہیں۔

سوم نشہ کی تیسری قسم غدی اشیاء کی ہے ان میں اسی قسم کی بے شمار اغذیہ ادویہ پائی جاتی ہیں ان میں بیلاڈونا (لفلاح) سب کی سرتاج شے ہے۔

یادداشت قارئین جب آپ کے پاس کوئی پیچیدہ مریض آئے تو اس سے یہ سوال ضرور کریں کہ آپ ماکولات و مشروبات میں سے کسی شے کو مستقل یا نشہ کے طور پر تو استعمال نہیں کر رہے جس شے کا ذکر مریض کرے کہ وہ مدت سے اسے کھا رہا ہے آپ اس کا مزاج دیکھیں نبض بھی اس کی تصدیق کرے گی اس طرح تشخیص یقینی صورت اختیار کر جائے گی اور علاج یقیناً کامیاب ہوگا۔

احتباس واستفراغ کے نبض پر اثرات

استفراغ کے معنی ہیں، مواد اور فضلات کا بدن سے اخراج پانا اور احتباس کے معنی ہیں غذائی اجزاء اور فضلات کا جسم میں رکنا۔

فضلات دراصل اضافی لفظ ہیں حقیقت میں فضلات کوئی شے نہیں ہیں کیونکہ جس مواد کی کسی جسم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی وہ اس کے لئے فضلات بن

جاتے ہیں کیونکہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسم کے اندر غیر ضروری اجزاء یا مفید مواد کو جب طبیعت قبول نہیں کرتی یا طبیعت کو ان کی ضرورت نہیں ہوتی تو وہ سب اس کیلئے فضلات ہیں یا فضلات میں شامل ہیں فضلات سے مراد فاضل چیز یا فالتو شے ہے۔

یادداشت پھر ذہن نشین کرلیں کہ جو غذا کھائی جاتی ہے تندرستی کی حالت میں جسم اسکا ایک خاص حصہ جذب کر کے جزو بدن بنا رہتا ہے اور باقی کو فضلات کی شکل میں خارج کر دیتا ہے لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ فضلات میں جسم انسان کیلئے غذائیت باقی نہیں رہتی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر صحت اچھی ہوتی ہے اور اعضاء مضبوط ہوتے ہیں اسی قدر زیادہ غذائی اجزاء جذب اور جزو بدن ہوتے ہیں اور فضلات کم خارج ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کمزور اعضاء والے مریض جتنی زیادہ سے زیادہ غذائیں کھائیں ان کے اندر اتنی طاقت اور خون کی مقدار پیدا نہیں ہوتی۔

یہاں سوال غذا کی قلت و کثرت کا نہیں یا ادنیٰ و اعلیٰ کا نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی صحت اور مضبوط اعضاء کا ہے اگر یہ ہے تو خود بخود زیادہ غذا ہضم ہوتی اور جزو بدن بنتی ہے اور اس سے زیادہ سے زیادہ طاقت و خون پیدا ہوتا ہے۔

جب مادے کا اخراج پسینے کے ذریعہ زیادہ ہوتا ہے تو پیشاب اور پاخانہ کم ہوجاتے ہیں پابند ہوجاتے ہیں جب مادے کا اخراج بذریعہ قارورہ و پیشاب زیادہ ہوتا ہے تو پسینہ اور پاخانہ کی کمی ہوجاتی ہے پابند ہوجاتی ہے۔ اسی طرح جب پاخانہ میں زیادتی ہوتی ہے تو قارورہ اور پسینے پر اثر پڑتا ہے۔

احتباس واستفراغ کیوں اور کیسے وقوع پذیر ہوتے ہیں؟

مندرجہ [illegible] طور میں احتباس واستفراغ کی حقیقت وماہیت تو کھول کر پیش کردی گئی۔ [illegible] سوال کا جواب باقی ہے کہ احتباس واستفراغ کیسے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

قارئین انسان باوجود اشرف المخلوقات ہونے کے بعد بعض افعال میں حیوانات سے بھی کم تر اور لاپرواہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنی نفسانی خواہشات سے مغلوب ہو کر بغیر ضرورت اور بے موقع ومحل حصول لذت کے لئے موقع وبے موقع بے دریغ استعمال کرتا ہے۔ جسم کے اندر ساری دنیا کی نعمتوں کو سمیٹنے کے کارخانے نہیں لگے بلکہ ہمارے جسم کے اندر چھوٹے چھوٹے پرزے (مفرد اعضاء) ان کے حصول ووصول اور دفع کیلئے لگے ہوتے ہیں۔

جب ایسا انسان خواہشات اور حصول لذت کیلئے انہیں زیادہ استعمال کرتا ہے یا ضرورت کے موقع پر بھی استعمال نہیں کرتا تو جسم کے یہ چھوٹے چھوٹے پرزے رونے پیٹنے اور چیخنے لگتے ہیں جن کا اظہار دردوں، بے چینی، گھبراہٹ اور بھوک پیاس کی شکل میں کرتے ہیں۔

مثلاً ایک شخص زبان کی لذت اور چٹخارے کے حصول کیلئے کسی غذا کو زیادہ مقدار میں کھا لیتا ہے تو اسکا معدہ اسے ہضم نہیں کر پاتا جس سے بدہضمی ہونے لگتا ہے اور آخر کار بے چینی اور گھبراہٹ سے رونے لگتے ہیں مجبوراً قے یا دست کی شکل میں خارج کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں معدہ وجگر ایک قطرہ خون بھی نہیں بنا سکتے بلکہ پہلے سے بنے ہوئے خون کو خرچ کر کے معدہ وامعاء کو خالی کرتے ہیں۔

اگر یہ سلسلہ مسلسل رہے تو تبخیر معدہ، بدہضمی، گیس، گڑگڑ پاخانہ کا بے قاعدہ

ہو جانا وغیرہ تکالیف ہو جاتی ہیں۔

یادداشت یہاں اس نقطہ کو ذہن نشین کرلیں کہ غذا کی زیادہ مقدار جس مزاج کی ہوگی اسی مزاج کے مفرد اعضاء تیز ہو کر اسے خارج کر رہے ہوں گے لہٰذا مریض سے یہ پوچھنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ کس قسم کی اغذیہ زیادہ استعمال کرتا ہے جس نے یہ طوفان اٹھا رکھا ہے۔

مثلاً کوئی شخص اعصابی اغذیہ میں دودھ گھی، چاول، دلیہ وغیرہ زیادہ کھاتا ہے تو اس کا اثر نبض پر بھی پورا محسوس ہوگا اور اس کی نبض اعصابی ہوگی اگر وہ شخص عضلاتی اغذیہ زیادہ کھاتا ہو جن میں گوشت انڈے وغیرہ کی کثرت ہوتی ہے تو ان کا اثر نبض پر بھی محسوس ہوگا۔

بالکل یہی صورت غدی اغذیہ کھانے والوں کی ہوگی یعنی جو شخص نمکین اور چٹپٹی غذائیں زیادہ کھائے گا تو اسکے جگر وگردے اور امعا کے فعل میں تیزی پیدا ہو جائے گی۔ چونکہ قدرت نے ہر مزاج کی اغذیہ پیدا کی ہیں لہٰذا ہر شخص اپنے طبعی مزاج اور عادت کے تحت غذا کھاتا ہے۔ بعض اشخاص گرم اغذیہ کے عادی ہوتے ہیں اگر وہ گرم خشک اغذیہ زیادہ کھاتے ہیں تو ان کے غدد جاذبہ تیز ہو کر صفرا بناتے تو ہیں لیکن اس کے اخراج نہیں ہونے دیتے۔ جس سے صفرا میں احتباس پیدا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ کچھ عرصہ بعد سے اماس دیرقان وغیرہ ہو جاتا ہے۔

لیکن بعض اشخاص گرم تر اغذیہ کھاتے ہیں انہیں سرد یا خشک اغذیہ سے شدید نفرت ہوتی ہے۔

یہ ایسی اغذیہ ہیں جن سے صفرا کی پیدائش کے ساتھ ساتھ اس کا اخراج بھی شروع رہتا ہے بعض دفعہ قے، دست آکر صفراء ضرورت سے بھی زیادہ خارج ہوجاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مریض کمزور اور ناتواں ہوجاتا ہے۔ صفرا کے استفراغ کی ادنیٰ مثال ملاحظہ فرمائیں۔

ایک واقعہ میرے پاس چند دن قبل ہی ایک نوجوان غیر شادی شدہ لڑکی ملتان سے لائی گئی اسکے والد نے بتایا کہ حکیم صاحب بچی کو بڑی مرغن غذا دیتے ہیں مچھلی انڈے اور گوشت کی اسے کوئی کمی نہیں۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس کا جسم سوج کر کپا ہوتا جارہا ہے صبح کے وقت آنکھیں انگلیوں سے پکڑ کر کھولتے ہیں تو ذرا سا دیکھ لیتی ہے میں نے اسے غدی اعصابی مسہل دیا جس سے اسے اس قدر پاخانے آئے کہ اس کے والدین لڑکی کے جسم کو پتلا ہوتے دیکھ کر پریشان ہوگئے بچی کے والد صاحب نے مجھے بتایا کہ حکیم صاحب پہلے بچے کی سوجن سے ڈرتے تھے اب اس کے پتلا ہونے سے ڈرنے لگے ہیں بچی کی سوجن احتباس کا نتیجہ تھی بچی کے دست استفراغ کی حالت کا اظہار کررہے تھے۔

بالکل یہی صورت سودا کے احتباس واستفراغ کی ہے احتباس کی سوداوی خشک سرد اغذیہ ادویہ کھانے سے سودا بننے کے ساتھ ساتھ اس کا اخراج بھی بند ہوتا ہے لیکن اگر خشک گرم اغذیہ ادویہ مریض کھاتا ہے تو سودا پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا اخراج بھی بڑھ جاتا ہے جس سے سودا کے زیادہ ہونے والی علامات غائب ہوجاتی ہیں۔

سودا کی اول صورت جسم میں احتباس سودا کا اولین فعل ہے جبکہ دوسری صورت میں سودا بننے کے ساتھ خارج بھی ہوتا رہتا ہے یہ سودا کے استفراغ کی صورت ہے۔

ایک واقعہ سودا کے احتباس اور اخراج کا ایک واقعہ میرے ساتھ ایک بچے کے علاج میں پیش آیا۔ بچے کی عمر تقریباً ۲ سال تھی بچے کی والدہ جو ہمارے محلہ میں ہی رہتی تھی بتایا کہ بچے کو دست اور اپھارہ نہیں ہٹ رہا۔ اگر دست آجائے تو پیٹ کی ہوا خارج ہوجاتی ہے لیکن تھوڑی دیر بعد پھر پیٹ ڈھول کی طرح ابھر جاتا ہے۔

میں نے بچے کو اعصابی تحریک سمجھ کر علاج شروع کیا لیکن بچے کو آرام نہ آیا جب پیٹ ہوا سے اتنا بھر جاتا ہے کہ بچے کو سانس لینا مشکل ہوجاتا تو اسے ذرا سا عصارہ ریوند یا سقمونیا دے دیتا جس سے دست آکر ہوا خارج ہوجاتی ہے لیکن چند منٹ بعد ہی پھر پیٹ ہوا سے بھر جاتا آخر کار بچہ راہی ملک عدم ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں بہت پریشان تھا کہ اس بچے کو اعصابی عضلاتی تحریک ہونے کے باوجود عضلاتی غذا دوا کھانے سے کیوں آرام نہ آیا۔ بلکہ تکلیف علاج کے ساتھ بڑھتی رہی اور بچہ مرگیا۔

استاد صاحب سے مشورہ اور ان کا فرمان

انہی دنوں میرے قریبی دوست جناب محمد حسین شاہ صاحب کھگہ کے والد صاحب بیمار ہوگئے علاج معالجے سے کسی طور آرام کی صورت نظر نہیں آرہی تھی اس سے

پہلے وہ ایلوپیتھی علاج سے مایوس ہو چکے تھے۔ شاہ صاحب فرمانے لگے کہ آپ اپنے استاد صاحب سے مشورہ تو کر لیں شاید کوئی شفا کی صورت نکل آئے۔

میں استاد صاحب کے پاس لاہور گیا وہاں میں نے اس بچہ کی حقیقت بیان کی اور اپنے کئے ہوئے علاج سے آگاہ کیا۔

استاد صاحب فرمانے لگے کہ تم نے بچہ کا علاج عضلاتی اغذیہ و ادویہ سے کیوں کیا میں نے انہیں بتایا کہ بچہ اعصابی تحریک تھی جس وجہ سے اسے دست آرہے تھے استاد صاحب فرمانے لگے کہ بھئی بچہ کو عضلاتی غدی تحریک تھی جس وجہ سے اسے ایک طرف دست آرہے تھے اور دوسری طرف اپھارا رہتا تھا تم نے اسے غدی عضلاتی غذا دوا دینی تھی۔ یہ تحریک تو اس کی پہلے کی تھی اس کو تم نے بڑھا دیا حتیٰ کہ مرض بڑھ گیا۔

میرا سوال اور استاد صاحب کا پر لطف جواب

میں نے استاد صاحب کو کہا آپ ہی نے تو لکھا ہے کہ دست اعصابی تحریک میں آیا کرتے ہیں اور اعصابی تحریک میں قبض اور غدی تحریک میں پیچش ہوا کرتی ہے بچہ کو عضلاتی تحریک کیسے ہو گئی۔

آپ فرمانے لگے کہ بھئی آپ کے پاس اگر عضلاتی قبض کا مریض آجائے تو اسے آپ عضلاتی مسہل نہیں دیتے جب آپ کسی دوا یا غذا سے عضلاتی مسہل دے سکتے ہیں تو خود بخود عضلات کی مشینی تحریک سے دست نہیں آسکتے۔

اس کے بعد اس قسم کے بچے جوان اور بوڑھے بے شمار مریض آئے ہیں یقین جانئے ان کا علاج غدی عضلاتی اغذیہ و ادویہ کھلاتے ہی فوراً آرام آجاتا ہے ایسے

مریض کی نبض عضلاتی غدی سریع ہوتی ہے۔

میرا ان کے لیے مرا تجویز کردہ نسخہ یہ ہے جس سے فوراً احتباس کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

ھوالشافی: سرخ مرچ، اجوائن دیسی، سونٹھ، ہم وزن سب کو پیس کر نصف ماشہ سے ایک ماشہ اس وقت کھلاتا ہوں جب دست رکنے کا نام نہ لیتے ہوں ساتھ پیٹ میں ہوا بھر جاتی ہو۔

یادداشت جریان خون، اسی عضلاتی غدی تحریک سے جریان خون ہو سکتا ہے جو سودا کے اخراج کے ساتھ آیا کرتا ہے۔

جریان خون اور نبض

جب جریان خون کثرت سے ہو جائے تو دل و شریانیں خون سے بہت حد تک خالی ہو جایا کرتی ہے اس وقت ایسے مریضوں کی نبض مشرف کی بجائے منخفض کی طرف بڑھ جایا کرتی ہے اور نبض کی رفتار بہت ہی سست ہو جاتی ہے حجم میں پتلی اور صلابت لئے ہوتی ہے اگرچہ یہ نبض عضلاتی غدی ہوتی ہے لیکن اس کا زیادہ دباؤ غدد کی طرف ہو جاتا ہے بعض مریضوں میں جریان خون کی صورت میں نبض تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی یا برائے نام محسوس ہوتی ہے اس وقت ایسی نبض غدی عضلاتی میں بدل چکی ہوتی ہے۔

ایک خاص نقطہ

یہاں یہ حقیقت ذہن نشین کرلیں کہ جس تحریک یا اخلاط میں احتباس ہوگا وہی خلط یا تحریک جسم میں بڑھ رہی ہوگی۔ اوراس کے اثرات نبض میں بھی واضح محسوس ہوں گے۔ مثلاً

بلغم ورطوبات کا جب اجتماع ہوگا تو نبض اعصابی غدی ہوگی اس کے برعکس جب رطوبات وبلغم بہنے، قے، دست وغیرہ کی صورت کثرت سے خارج ہورہی ہوں گے۔ تو ایک طرف کا احتباس ختم ہوجائے گا دوسری اگلے حیاتی عضو میں کیمیائی تحریک پیدا ہونا شروع ہوجائیں گے اور یہاں مشینی تحریک کا بھی خاتمہ ہونے والا ہوگا۔

اسی طرح جب سودا کا اجتماع ہوگا تو قلب وعضلات میں ہلکی ہلکی تحریک اوران میں احتباس ہوگا اس وقت عضلاتی اعصابی نبض ہوگی لیکن جب سودا کا اخراج ہوگا تو وہ سودا کا استفراغ کہلائے گا۔ اس وقت عضلاتی غدی تحریک ونبض ہوگی۔ سی طرح دوسری اخلاط اور طوبات پر کیا قیاس کرلیں۔

حمام اور نبض

یہاں اول یہ حقیقت ذہن نشین کرلیں کہ حمام کی حقیقت ماہیت کیا ہے جب حمام کی ماہیت کا علم ہوجائے گا تو اسکا نبض پراثر بھی محسوس کرنا آسان ہوجائے گا۔

حمام: حمام سے مراد عام طور پر نہانے کا گرم مقام سمجھا جاتا ہے لیکن جدید اطبائے مصر اس کو انگریزی میں باتھ کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

نوٹ ڈاکٹری میں لفظ باتھ درج ذیل تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ا۔ حمام یا غسل خانہ، نہانے کا مقام۔

۲۔ وہ چیز جو غسل خانہ میں استعمال کی جائے۔ مثلاً پانی یا بخارات وغیرہ۔

یہاں یہ حقیقت ذہن نشین کرلیں کہ باتھ غسل کے معنی ہیں حمام کا مترادف نہیں ہے کیونکہ غسل میں پانی کا استعمال ضروری ہے یعنی پانی کا بدن پر بہانا ضروری ہے اور حمام میں پانی بہانا ضروری نہیں جیسے حمام بخاری، حمام زیتی، حمام شمسی وغیرہ۔

حمام کا مقصد

حمام کا اصل مقصد یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی تکلیف ہے جو بیرونی تدبیر سے رفع ہوسکے تو وہ مخصوص مقام میں اختیار کی جائے جہاں ہوا، سردی گرمی وغیرہ کی شدت نہ ہو اور جہاں حسب منشاء جسم میں سردی، گرمی اور تری پہنچا کر مرض دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

حمام کی اقسام اور قانون مفرد اعضاء

اگرچہ شمس الاطباء حکیم غلام جیلانی صاحب نے حمام کی اکتیس کے قریب اقسام بیان کی ہیں۔

لیکن قانون مفرد اعضاء ان سب کو تین اقسام میں ضم کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ مثلاً

ا۔ حمام بارد ۲۔ حمام حار ۳۔ حمام رطب۔ جنہیں قانون مفرد اعضاء اپنی زبان میں عضلاتی حمام حمام بارد (۲) غدی حمام حمام حار اور (۳) اعصابی حمام (حمام رطب) وغیرہ نام سے بیان کرتا ہے۔

اب آپ حکیم غلام جیلانی صاحب کی کسی بھی بیان کردہ حمام کی اقسام کو قانون مفرد اعضاء کے تحت مندرجہ بالا تینوں اقسام میں سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً حمام نجاری غدی حمام ہے جو گرم پانی کی بھاپ سے کیا جاتا ہے۔

برقی حمام اعصابی حمام ہے اس میں برق پانی سے گذار کر اعصاب کو محرک کیا جاتا ہے۔ حمام قابض عضلاتی حمام ہے۔

حمام خردلی غدی حمام ہے حمام شمسی بھی غدی حمام کی ایک قسم ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

عضلاتی حمام اور نبض

جیسا کہ اوپر بتا چکا ہوں کہ عضلاتی حمام حقیقت میں بارد حمام کا دوسرا نام ہے جو قانون مفرد اعضاء نے تحقیق کیا ہے۔

اس میں سرد پانی یا سرد پانی میں سرد خشک ادویہ وغیرہ ملا کر غسل کرایا جاتا ہے اس میں پانی کا درجہ حرارت ۳۳ سے ۷۰ درجہ فارن ہائیٹ تھرمامیٹر یا ۲۱ درجہ سینٹی گریڈ رکھا جاتا ہے۔

اس قسم کے غسل سے ایک طرف رطوبات کی کمی کرنا مقصود ہے دوسری طرف اس سے عارضی طور پر گرمی دور کر لی جاتی ہے جس سے دل کو فرحت اعصاب کو طاقت اور غدد کو تسکین حاصل ہوتی ہے چونکہ اس قسم کے حمام کا مقصد جسم میں سردی خشکی بڑھنا مقصود ہوتا ہے جس سے قلب وعضلات متحرک اور تیز ہو جاتے ہیں رطوبات کم ہونے کے ساتھ ساتھ گرمی بھی گھٹ جاتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے شخص کی نبض بھی عضلاتی اعصابی سے عضلاتی غدی ہو جاتی ہے اور سردی کی وجہ سے میں کسی

قدر صلابت بھی آجاتی ہے۔ ڈاکٹری میں ایسے حمام کو لڈ ہاتھ کہتے ہیں۔

ایک واقعہ

میرے ماموں محمد عیسیٰ صاحب جوادکاڑہ میں رہا کرتے تھے وہ کبھی کبھی دنیا پور آتے تو ہمارے گھر قیام پذیر ہوتے ایک دفعہ وہ تشریف لائے اس وقت ان کی عمر ۷۰ سال سے زیادہ ہوگی تو مجھے کہنے لگے کہ بیٹے ایک کورے گھڑے میں پانی بھر کر رکھ دو میں نے پوچھا ماموں جی رات کا اتنا پانی پیئو گے وہ فرمانے لگے بیٹا میں صبح نہایا کرتا ہوں میں نے کہا کہ ماموں جان یہ پانی تو رات کو شدید سرد ہو جائے گا۔ صبح گرم پانی کر دیں گے اور نہا لینا۔ انہوں نے کہا نہیں بیٹا میں ہمیشہ شدید سرد پانی سے روزانہ صبح سویرے نہا کر نماز پڑھتا ہوں جس دن نہ نہاؤں طبیعت میں فرحت اور چستی نہیں رہتی۔

میں بے حد حیران ہوا اور ان کے لئے سرد پانی کا گھڑا بھر کر رکھ دیا صبح انہوں نے نہا کر نماز پڑھی ان کی صحت قابل رشک تھی ان کا چہرہ سیب کی طرح سرخ تھا اس واقعہ کی حقیقت و الجھن میرے ذہن پر تقریباً بیس سال تک رہی۔

ایک کہاوت یا حقیقت

اکثر سنا کرتا تھا کہ اگر سرد پانی سے نہایا جائے تو جسم گرم ہو جاتا ہے اور اگر گرم پانی سے نہایا جائے تو جسم سرد ہو جاتا ہے ان متضاد حقیقتوں کو بھی ذہن قبول کرنے کو تیار نہیں تھا جب جوان ہوا تو ان حقیقتوں کا عملی مشاہدہ ہوا۔

سرد پانی سے جسم کے گرمی ہونے کی وجہ

قارئین جب بھی کوئی انسان سرد پانی سے نہاتا ہے تو اس کا بیرونی جسم وقتی طور پر سرد ہو جاتا ہے لیکن فوراً دل تیز ہو جاتا ہے تاکہ جلد جلد حرارت پیدا کر کے بیرونی سردی کو دور کیا جا سکے چنانچہ دوران خون کی تیزی بڑھ جاتی ہے جس سے باہر کا حصہ پہلے سے بھی گرم ہو جاتا ہے اور جسم کا رنگ بھی سرخی مائل ہو جاتا ہے۔

جسم پر سرد پانی پڑنے سے دل تیز ہونے کی وجہ

قارئین آپ شروع سے پڑھ رہے ہیں کہ دل کے دو مزاج ہیں اول خشک سرد، عضلاتی اعصابی (دوم) خشک گرم عضلاتی غدی لہٰذا جب بھی فضا میں خشکی سردی بڑھ جائے جن سے انسان چھپ نہیں سکتا یا سرد پانی وغیرہ میں اسے جانا پڑے یا سرد پانی سے نہائے گا تو لامحالہ دل میں عضلاتی اعصابی تحریک پیدا ہو جائے گی اور دل حرارت پیدا کرنا شروع کر دے گا تاکہ عارضی سردی کا ہی مقابلہ کیا جائے۔

یادداشت

یہاں اس امر کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ سرد پانی سے مراد یہ نہیں ہے کہ برف بننے کے قریب والا پانی ہے یہ تو سرد خشک پانی میں شمار ہے جس کا درجہ حرارت ۲۱ سے صفر درجہ سینٹی گریڈ ہے اتنے سرد پانی سے تو خون میں انجماد آنے کا خطرہ ہے یا تمام اعضاء لکڑی کی طرح اکڑ سکتے ہیں سرد پانی کے حمام سے مراد پانی ہے جس کا درجہ حرارت ۲۱ درجہ سینٹی گریڈ سے ۳۵ درجہ سینٹی گریڈ کے قریب ہوتا ہے۔

غدی حمام

اسے عرف عام میں گرم حمام بھی کہتے ہیں طبی اصطلاح میں حمام حار کہا جاتا ہے۔

اس قسم کے پانی کا درجہ حرارت ۹۸ سے ۱۲۲ فارن ہائیٹ تک ہوتی ہے ایسا غسل جلد کو ملائم اور نرم کرتا ہے مسامات کو کھولتا ہے تمام میل کچیل غائب ہو جاتی ہے حمام بخاری بھی اس کی قسم ہے جو پسینہ لانے کیلئے کیا جاتا ہے

اسی طرح جب عضلاتی تحریک زوروں پر ہوتی ہے تو چونکہ عضلاتی جسم اتنے کسے اور سخت ہوتے ہیں جس سے بعض دفعہ تشنج بھی شروع ہو جاتا ہے ایسی حالت میں عضلات ڈھیلے کرنے کیلئے (تحلیل کرنے) گرم حمام کیا جاتا ہے اس قسم کے حمام کی مدت پانچ سے دس منٹ ہوتی ہے۔

یادداشت

بعض محققین کا خیال ہے کہ حرارت سے نبض و دل تیز ہو جاتے ہیں یہ خیال علامہ کبیر الدین صاحب کا ہے جو اپنی کتاب النبض میں یوں رقمطراز ہیں۔

" کہ جب بدن کے اندر گرم پانی کی گرمی قائم ہو جاتی ہے تو نبض سریع اور متواتر چلتی ہے اور جب طبعی تقاضے کا غلبہ ہوتا ہے یعنی اعضاء میں برودت آ جاتی ہے تو نبض بطی اور متفاوت ہو جاتی ہے۔"

قانون مفرد اعضاء اور حرارت

قانون مفرد اعضاء میں یہ حقیقت تسلیم کی جاتی ہے کہ خشکی سردی سے خشکی گرمی دل کے فعل میں تیزی کرتی ہیں لیکن اگر گرمی خشکی سے زیادہ ہو جائے مثلاً گرمی خشکی سے گرمی تری۔ ان کیفیات کی زیادتی سے دل تحلیل ہو کر کمزور ہو جاتا ہے یعنی دل ذرا سی زیادہ گرمی قبول نہیں کرتا بلکہ گھبرا جاتا ہے اور حرکات میں سست ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب جگر و گردوں میں تحریک ہوتی ہے تو اس وقت گرمی کی شدت ہوتی ہے جس سے قلب میں تحلیل شدید ہوتی ہے اور وہ حرکات میں سست ہو جاتا ہے۔

اس امر کی تصدیق علامہ کبیر الدین صاحب آگے چل کر یوں فرماتے ہیں کہ " گرم پانی سے حمام کرنے کی صورت میں جب تحلیل کی زیادتی ہو جاتی ہے تو نبض کے اندر ضعف، صُغر کا ہونا ایک دائمی امر ہے۔"

علےٰ ھٰذا جب گرم پانی کی اس عارضی تشخیص سے بدنی قوتیں اس قدر زیادہ تحلیل ہو جاتی ہے کہ غشی قریب آجاتی ہے تو اس حالت میں بھی نبض بطی اور متفاوت ہی ہوا کرتی ہے۔

قانون مفرد اعضاء اور گرم حمام

چونکہ گرم ہر شے میں ضعف اور تحلیل پیدا کر دیا کرتی ہے لہٰذا جب عضلاتی تحریک کے وقت نبض مشرف، عظیم، طویل اور صلب ہوتی ہے تو گرم حمام کی حرارت سے نہ نبض کا شرف رہے نہ صلابت رہے گی اور اس کا عظم بھی کم ہو جائے گا۔

نبض مشرف کی بجائے منخفض کی طرف بڑھ جائے گی جو بطی اور متفاوت کے برابر ہوتی ہے یہ نبض دو تین انگلیوں کے نیچے ذرا سا دباؤ دینے سے محسوس ہوا کرتی

ہے۔

اعصابی حمام

اسے عرف عام میں مرطوب حمام کہتے ہیں اس میں عام نلکوں کا تازہ پانی استعمال کیا جاتا ہے چونکہ یہ پانی نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ سرد ہوتا ہے اس لئے اس حمام میں پانی کثرت سے بہایا جاتا ہے اس قسم کا حمام ہر انسان روزانہ یا ایک دو دن بعد لازمی کیا کرتا ہے اس قسم کے حمام میں لبنی بھی شامل ہے یعنی دودھ میں پانی ملا کر غسل کیا جاتا ہے۔

چونکہ اس میں قدرتی کمی کی رطوبت پوشیدہ ہوتی ہے اس لئے اس حمام کو شوقین مزاج اور حُسن کی دلدادہ عورتیں جسم کو نرم اور ملائم رکھنے یا اپنے حُسن کا دوبالا کرنے کیلئے استعمال کیا کرتی ہیں۔

چونکہ یہ مرطوب حمام ہے اس لئے اس کے کثرت استعمال سے جسم کے دماغ و اعصاب تیز ہو جاتے ہیں جسم نرم لچکدار خوبصورت ہو جاتا ہے ایسے شخص کی نبض بھی نرم و نازک اور رطوبت سے بھر جاتی ہے اس میں نرمی اور لچک اس قدر آجاتی ہے کہ اگر نبض کو انگلی کے پورے سے ادھر ادھر ہلائیں تو بڑی آسانی سے ڈھیلی رسی کی طرح انگلیوں کے آگے پیچھے ہوتی ہے۔

نوٹ: یہ نبض اکثر اعصابی تحریک کے پتلے اشخاص میں نمایاں ہوتی ہے۔

عمروں کے نبض پر اثرات

انسان کی زندگی تین زمانوں پر مشتمل ہے۔

۱۔بچپن کا زمانہ ۲۔جوانی کا زمانہ ۳۔بڑھاپے کا زمانہ

بچپن کا زمانہ اور نبض

بچوں کی نبض:

یہ پیدائش سے لیکر بالغ ہونے تک سے قبل کا زمانہ ہے چونکہ بچوں کے جسم وخون میں رطوبت کی کثرت ہوتی ہے اس لئے بچوں کی نبض ہمیشہ نرم اور لچکدار ہوتی ہے ذرا سا دباؤ دیتے ہیں تو دب کر بند ہونے لگتی ہے۔

چونکہ بچوں میں نشوونما کا زور ہوتا ہے اس لئے ان کے قلب کو جسم کی نشوونما کیلئے خون و آکسیجن کو جلد پہنچانا ہوتا ہے لہٰذا قلب کی حرکات پیدائش کے وقت ۱۵۰ کے قریب ہوتی ہے چونکہ جسم نشوونما پا رہا ہوتا ہے اور نشوونما صرف اور صرف اسی جسم میں ہوسکتی ہے جس کے اندر حرارت غریزی پوری مقدار میں ہوگی لیکن یہ قدرتی امر ہے کہ حرارت بغیر کسی شے کے اپنے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتی لہٰذا ایسے جسم کیلئے رطوبت غریزی کا پورا سٹاک ہونا ضروری ہے جس میں حرارت غریزی رہ کر جسم کی نشوونما کرے گی یہ دونوں اشیاء (رطوبت غریزی و حرارت غریزی) بچوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔لہٰذا بچپن میں نبض نرم لین اور سریع ہوتی ہے۔

یادداشت

یاد رکھیں بچوں کی نبض مقدار اعضاء کے تناسب سے عظیم ہوتی ہے چونکہ بچوں کے اعضاء چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اس لئے اس کی نبض بھی عظیم کی بجائے قصیر ہوتی ہے ورنہ اگر مقدار اعضاء کے تحت نبض کو ضرب دی جائے تو بچوں کی نبض ہی

عظیم بنے گی۔

جوانی اور نبض

جوانوں کی نبض: یہ زمانہ جوان ہونے سے لیکر بڑھاپے شروع ہونے تک کا زمانہ ہے۔یعنی یہ ۲۵ سال سے ۵۰ سال تک کا زمانہ ہے۔

چونکہ اس زمانہ میں جسم انسان کی نشوونما طول، عمق اور عرض میں بالکل نہیں ہوتی لہٰذا اس میں جسم کے اندر پہلے جتنی رطوبت اور حرارت بھی رہتی ہے البتہ رطوبت کی بجائے یبوست بڑھ جاتی ہے۔جس سے حرارت میں بھی جوش آنے لگتا ہے انسان کا یہی وہ زمانہ ہے جس میں اس کے جسم وخون میں جوانی جوش مارنے لگتی ہے یبوست کی وجہ سے جسم بھرا اور کسا ہوتا ہے اور اس میں لچک برائے نام ہوجاتی ہے۔

چونکہ اعضاء مکمل نشوونما پاچکے ہوتے ہیں اسلئے نبض بھی اپنے طول وعرض و عمق میں کمال حاصل کرچکی ہوتی ہے چنانچہ جوانی میں نبض مشاری کسی قدر صلب اور رفتار میں تیز ہوتی ہے۔

بڑھاپا اور نبض

بوڑھوں کی نبض:

یہ زمانہ ۵۰ سال سے سو سال تک کا زمانہ ہے چونکہ اس زمانہ میں حرارت غریزی بھی کم ہوچکی ہوتی ہے البتہ یبوست پہلے سے بھی بڑھی ہوئی ہوتی ہے جسم واعضاء میں سردی کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں یبوست اور سردی کی وجہ سے سارا جسم اکڑا ہوا، سخت اور درد کرنے لگتا ہے خشکی کی وجہ سے نیند برائے نام رہ جاتی ہے

پیشاب و پاخانہ درست نہیں رہتا جگر گردے اور جسم کے دوسرے غدد کمزور ہو کر اپنے
اپنے افعال صحیح ادا نہیں کر سکتے۔

مرد اور عورت کے مزاج میں فرق

قارئین: آپ میں سے ہر ایک نے بچپن کا زمانہ طے کرنے کے بعد جوانی میں قدم رکھا ہوگا جب آپ پندرہ سولہ سال کے ہوئے ہوں گے تو آپ کی چھاتیاں (پستان) کسی قدر بڑے ہو گئے ہوں گے۔ آپ میں سے جو لڑکے ہوں گے ان کے پستان کچھ عرصہ بعد جوان ہونے تک پچک کر سینہ کے ساتھ لگ گئے ہوں گے۔

اور آپ میں سے جو لڑکیاں تھیں ان کے پستان نشوونما پا کر جوان ہونے تک بڑھتے رہے جوانی مکمل ہونے پر یہ رک گئے ہوں گے۔

ایک سوال

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جوانی تو سب پر آتی ہے لیکن لڑکوں کے پستان بیٹھ جاتے ہیں اور لڑکیوں کے پستان کیوں ابھر آتے ہیں؟

اس سوال کا جواب استاد صابر ملتانیؒ نے اپنی کتاب میں کئی بار دیا ہے کہ عورت کا مزاج خشک یا ان کو عضلاتی تحریک نہیں آتی جو مردوں کی تحریک ہے۔ لیکن چونکہ عورت کے لئے بچوں کی پیدائش اور ان کی نشوونما کے فرائض اپنے جسم سے ادا کرنے کے ضروری ہوتے ہیں اسلئے ان کے غدد میں تحریک آنے کی وجہ سے ان کے پستان نشوونما پا جاتے ہیں تا کہ نئی پود کی نشوونما کیلئے قدرتی غذا کا انتظام ہو سکے۔

اس کے برعکس لڑکوں کا مزاج خشک ہوتا ہے ان کے عضلات میں تحریک

و تیزی آ جاتی ہے جس سے ان کے بدن میں یبوست بڑھ جاتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے پستان پچک جاتے ہیں اور سینہ کے ساتھ لگ جاتے ہیں۔

مرد اور عورت کی نبض میں فرق

چونکہ جوان مرد کے عضلات نہایت مضبوط سخت صلب اور سختی لئے ہوئے ہوتے ہیں یبوست (خشکی کی وجہ سے ان کے اندر حرارت غریزی بھی جوش مار رہی ہوتی ہے۔ اسلئے ان کی نبض بھی قوی، صلب، طول اور مشرف ہوتی ہے لیکن یبوست کی شدت کی وجہ سے کسی قدر صلب چلتی ہے۔

اس کے برعکس

چونکہ جوان عورتوں کے غدد شدید تحریک میں آ چکے ہوتے ہیں اس لئے ان کے غدد دو اقسام کی ڈیوٹیاں دینے لگتے ہیں۔ ۱۔ اپنی بقا کے لئے ۲۔ ننھے بچوں کی نشوونما کا کام۔

ظاہر ہے کہ ان دونوں کاموں کے انجام دینے کیلئے رطوبت غریزی اور حرارت غریزی کا خرچ بڑھ جاتا ہے۔ جس سے ان کے دلوں کو بچوں کی طرح ذرا تیز چلنا پڑتا ہے۔ تا کہ نشوونما میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہو اور اس کی نسل مسلسل بڑھتی اور قائم دائم رہے۔

لہٰذا جوان عورت کی نبض غدی عضلاتی سے غدی اعصابی رہا کرتی ہے مقام کے لحاظ سے منخفض، رفتار کے لحاظ سے سریع، طوالت کے لحاظ سے صغیر ہوتی ہے تین انگلی سے زیادہ شاذ و نادر محسوس ہوتی ہے۔

حاملہ عورتوں کی نبض

قارئین : اکثر عورتیں آتی ہیں کہ حکیم صاحب آج میری نبض ذرا غور سے دیکھیں۔ حکیم صاحب نبض دیکھ کر کہا کرتے ہیں کہ بہن تجھے یہ مرض ہے وہ تکلیف ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن وہ کہتی ہے کہ حکیم صاحب پھر میری نبض دیکھیں اور بتائیں کہ مجھے حمل ہے کہ نہیں حکیم صاحب کو چونکہ حاملہ کی نبض کا تجربہ نہیں ہوتا ہے اسلئے کہتا ہے کہ اس کا مجھے کیا علم ہے اس کا تجھے پتہ ہونا چاہیے میں کوئی غائب کا علم جاننے والا تو نہیں ہوں۔

قارئین: یہ درست ہے کہ غائب علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن بدن انسان کے بعض مخصوص حالات وعلامات سے ذہین طبیب آنے والے واقعات سے مریض کو آگاہ کر دیا کرتا ہے جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔

البتہ یہاں حکیم انقلاب صابر ملتانی کا یہ فرمان پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ جوان عورت کو عضلاتی تحریک نہیں ہوا کرتی اگر عضلاتی تحریک ہو جائے تو وہ حمل (حاملہ) سے ہوگی۔

یعنی اس کی نبض تین انگلی تک بڑی آسانی سے محسوس ہوگی لیکن اس میں شرف کے ساتھ قوت اور کسی قدر صلابت بھی پائی جائے گی چونکہ حمل کے دوران عضلاتی تحریک ہوگی اس لئے اس کی نبض سریع، قوی مشرف اور قریب بہ عظیم ہوگی۔

یادداشت **قارئین**: یہ کلی حکم نہیں ہے کہ جب بھی اور جس عمر میں عورت کی تحریک عضلاتی ہوگی تو وہ حمل سے ہوگی چھوٹی عمر اور بڑھاپے میں بھی کسی وجہ سے

عورت کو عضلاتی تحریک ہو سکتی ہے جیسے چنبل، خارش، بھگندر اور کنر قسم کے پھوڑوں کے دوران ہوا کرتی ہے۔

چونکہ حمل سولہ سال سے پچاس سال تک ہو سکتا ہے اس لئے اس زمانہ کے دوران کسی جوان عورت کی نبض عضلاتی دیکھیں تو دوسری کئی علامات مثلاً خون حیض کی بندش، ابکائیاں ترش اغذیہ کی طلب وغیرہ پا کر حمل کا حمل لگا سکتے ہیں۔

قارئین نبض کے بارے میں اور بہت سے موضوع تھے جنہیں طوالت کے خوف سے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ضروری ضروری موضوعات زیر بحث لائے گیے ہیں جنہیں سمجھ کر اور عملی طور پر اپنا کر ماہر نباض بن سکتے ہیں

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو زیادہ سے زیادہ خدمت خلق کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

خادم فن: حکیم محمد یٰسین دنیاپور 26.12.1991

لاہور میں ہماری کمپیوٹرائز کمپوزنگ پر شائع ہونیوالی
کتب ورسائل حاصل کرنے کے لئے
03017501019-03065381700-03016900873